فی ذلک لعبرۃ لاولی الالباب

۱۲۹۱ھ

الحمد للہ کہ یہ رسالہ مزیل التباس اور موضح معنی اثر ابن عباس مسمی بہ

# تحذیر الناس من انکار اثر ابن عباس

مؤلفہ وحید العصر فرید الدہر مولانا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی

مطبع صدیقی بریلی مین باہتمام مولوی محمد منیر طبع ہوا

۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس باب میں کہ زید نے بہ تتبع ایک عالم کے جسکی تصدیق ایک عالم متبحر بھی کر
چکے تھے دربارۂ قول ابن عباسؓ جو درمنثور وغیرہ میں ہے ان اللہ خلق سبع ارضین فی کل ارض آدم کآدمکم و
نوح کنوحکم وابراہیم کابراہیمکم وعیسی کعیساکم ونبی کنبیکم کے یہہ عبارت تحریر کی کہ میرا یہہ عقیدہ ہے
کہ حدیث مذکور صحیح اور معتبر ہے اور زمین کے طبقات جدا جدا ہیں اور ہر طبقے میں مخلوق الٰہی ہے اور حدیث
مذکور سے ہر طبقے میں انبیا کا ہونا معلوم ہوتا ہے لیکن اگرچہ ایک ایک خاتم کا ہونا طبقات باقیہ میں ثابت
ہوتا ہے مگر اسکا مثل ہونا ہمارے خاتم النبیین صلعم کے ثابت نہیں اور یہہ میرا عقیدہ ہے کہ وہ خاتم
مماثل آنحضرت صلعم کے ہوں اسلئے کہ اولاد آدم جسکا ذکر لقد کرمنا بنی آدم میں ہے اور سب مخلوقات
سے افضل ہے وہ اسی طبقے کے آدم کی اولاد ہے بالاجماع اور ہمارے حضرت صلعم سب اولاد آدم سے
افضل ہیں تو بلاشبہ آپ تمام مخلوقات سے افضل ہوئے پس دوسرے طبقات کے خاتم جو مخلوقات میں
داخل ہیں آپکے مماثل کسیطرح نہیں ہوسکتے تھے اور باوجود اس تحریر کے زید یہہ کہتا ہے کہ اگر
شرع سے اسکے خلاف ثابت ہوگا تو میں اسکو مان لونگا میرا اصرار اس تحریر پر نہیں پس علماء شرع
سے استفسار یہہ ہے کہ الفاظ حدیث ان معنوں کو محتمل ہیں یا نہیں اور زید بوجہ اس تحریر کے کافر یا فاسق
یا خارج اہل سنت وجماعت سے ہوگا یا نہیں بینوا توجروا

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ خاتم النبیین سید المرسلین وآلہ وصحبہ اجمعین بعد حمد وصلوۃ کے
قبل عرض جواب یہہ گزارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو
عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپکا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر
نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں
ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے ہاں اگر اس وصف کو

گو اوصاف مدح مین سے نکہیے اور اس مقام کو مقام مدح قرار ندیجیے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی
ہی مگر مین جانتا ہون کہ اہل اسلام مین سے کسیکو یہہ بات گوارا نہوگی کہ اسمین ایک تو خدا کی جانب نعوذ باللہ زیادہ
گوئی کا وہم ہی آخر اس وصف مین اور قد و قامت و شکل و رنگ و حسب و نسب و سکونت وغیرہ اوصاف مین جنکو
نبوت یا اور فضائل مین کچھہ دخل نہین کیا فرق ہی جو اسکو ذکر کیا اور ونکو ذکر نکیا دوسرے رسول اللہ صلعم
کیجانب نقصان قدر کا احتمال کیونکہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہین اور ایسے ویسے لوگونکے اس قسم کے
احوال بیان کیا کرتے ہین اعتبار نہو تو تاریخونکو دیکھہ لیجیے باقی یہہ احتمال کہ یہہ دین آخری دین تہا اسلیے سد
باب اتباع مدعیان نبوت کیا ہی جو کل کو جہوٹے دعوی کرکے خلائق کو گمراہ کرینگے البتہ فی حد ذاتہ
قابل لحاظ ہی پر جملہ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ اور جملہ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ مین
کیا تناسب تہا جو ایک کو دوسرے پر عطف کیا اور ایک کو مستدرک منہ اور دوسرے کو استدراک قرار دیا اور
ظاہر ہی کہ اس قسم کی بے ربطی اور بے ارتباطی خدا کے کلام معجز نظام مین متصور نہین اگر سد باب مذکور منظور ہی تہا
تو اسکے لیے اور بیسیون موقع تھے بلکہ بناء خاتمیت اور بات پر ہی جس سے تاخر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہی
اور فضیلت نبوی دوبالا ہو جاتی ہی تفصیل اس اجمال کی یہہ ہی کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم
ہو جاتا ہی جیسے موصوف بالعرض کا وصف موصوف بالذات سے مکتسب ہوتا ہی موصوف بالذات کا وصف جسکا ذاتی ہونا
اور غیر مکتسب من الغیر ہونا لفظ بالذات ہی سے مفہوم ہی کسی غیر سے مکتسب اور مستعار نہین ہوتا مثال درکار ہی تو لیجیے
زمین و کہسار اور در و دیوار کا نور اگر آفتاب کا فیض ہی تو آفتاب کا نور کسی اور کا فیض نہین اور ہماری غرض وصف ذاتی ہونے سے اتنی ہی
تہی باینہمہ یہہ وصف اگر آفتاب کا ذاتی نہین تو جسکا تم کہو وہی موصوف بالذات ہوگا اور اسکا نور ذاتی ہوگا
کسی اور کا فیض نہوگا الغرض یہہ بات بدیہی ہی کہ موصوف بالذات سے آگے سلسلہ ختم ہو جاتا ہی چنانچہ خدا کے لیے کسی خدا کے نہونے کی
اگر ہی تو یہی ہی یعنی ممکنات کا وجود اور کمالات وجود سب عرضی یعنی بالعرض ہین اور یہی وجہ ہی کہ کبھی موجود کبھی معدوم
صاحب کمال کبھی بے کمال ہو جاتے ہین یہہ امور گر ممکنات کی حقیقت مین ذاتی ہوتے تو یہہ انفصال و اتصال نہوا کرتا

رہجو اور کمالات وجود ذات ممکنات کو لازم ملازم رہتی ہیں اسیطرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی خاتمیت کو تصور فرمائیے یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہین اور سوا آپ کے
اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے پر آپکی نبوت کسی اور
کا فیض نہین آپ پر سلسلہ نبوت مختتم ہوجاتا ہی غرض آپ جیسے نبی الامۃ ہین ویسے ہی نبی الانبیا
بھی ہین اور یہی وجہ ہوئی کہ بشہادہ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیثَاقَ النَّبِیِّینَ لَمَا آتَیْتُکُم مِّن کِتَابٍ وَّحِکْمَۃٍ
ثُمَّ جَاءَکُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنصُرُنَّہٗ الخ اور انبیاء کرام علیہم السلام سے آپ پر
ایمان لانے اور آپکے اتباع اور اقتدار کا عہد لیا گیا ادہر آپ نے یہہ ارشاد فرمایا کہ
اگر حضرت موسیٰ بھی زندہ ہوتے تو میرا ہی اتباع کرتے علاوہ برین بعد نزول حضرت عیسیٰ
کا آپکی شریعت پر عمل کرنا اسی بات پر مبنی ہی ادہر رسول اللہ صلعم کا یہہ ارشاد کہ عُلِّمْتُ
علم الاولین والآخرین بشرط فہم اسی جانب مشیر ہی شرح اس معما کی یہہ ہی کہ اس
ارشاد سے علوم خاص کو یہہ بات واضح ہی کہ علوم اولین مثلا اور ہین اور علوم آخرین اور لیکن
وہ سب علوم رسول اللہ صلعم مین مجتمع ہین سو جیسے علم سمع اور ہی اور علم بصر اور پر یہ ا
ہوتے عاقلہ اور نفس ناطقہ مین یہہ سب علوم مجتمع ہین ایسے ہی رسول اللہ صلعم اور انبیاء باقی
ایسے ہی ہر ظاہر ہو کہ سمع و بصر اگر مدرک و عالم ہین تو بالعرض ہین ورنہ مدرک حقیقی اور عالم
حقیقی وہ عقل اور نفس ناطقہ ہی ہی اسیطرح سے عالم حقیقی رسول اللہ صلعم ہین اور انبیاء باقی
ہین جو اور اور علماء گذشتہ و مستقبل اگر عالم ہین تو بالعرض ہین مگر اسکے ساتھہ یہہ
جانتے ہین کہ نبوت کمالات علمی مین سے ہی کمالات عملی مین سے نہین العرض کمالات ذوی العقول کل دو
ہین ایک کمال علمی دوسرا کمال عملی اور خدا مدح کل انہین دو باتون پر سے
فرقون کی تعریف کرتے ہین نبیین اور صدیقین اور شہداء

صالحین جنمین سی انبیا ر اور صدیقین کا کمال تو کمال علمی ہی اور شہدا ر اور صالحین کا کمال
کمال عملی انبیا رکو تو منبع العلوم اور فاعل اور صدیقین کو مجمع العلوم اور قابل سمجہو اور
شہدا رکو منبع العمل اور فاعل اور صالحین کو مجمع العمل اور قابل خیال فرمایئے دلیل اس دعوی
کی یہہ ہی کہ انبیا اپنی امتہ سی اگر ممتاز ہوتے ہین تو علوم ہی مین ممتاز ہوتے ہین باقی رہا
عمل اوسمین بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہین بلکہ بڑہ جاتے ہین اور اگر قوت
عملی اور ہمت مین انبیا امتیون سی زیادہ بہی ہون تو یہہ معنی ہوئی کہ مقام شہادت اور وصف
شہادت بہی آنکو حاصل ہی مگر کوئی ملقب ہوتا ہی تو اپنی اوصاف غالبہ کے ساتھہ ملقب ہوتا
ہی مرزا جانجانان صاحب اور شاہ غلام علی صاحب اور شاہ ولی الله صاحب اور شاہ عبد العزیز
صاحب چارون صاحب جامع بین الفقر والعلم تہی پر مرزا صاحب اور شاہ غلام علی صاحب تو
فقیری مین مشہور ہوئی اور شاہ ولی الله صاحب اور شاہ عبد العزیز صاحب علم مین وجہ اسکی
یہی ہوئی کہ اونکے علم پر تو آنکی فقیری غالب تہی اور اونکی فقیری پر آنکا علم اگرچہ آنکے علم
سے انکا علم یا انکی فقیری سی انکی فقیری کم نہو سو انبیا مین علم عمل سی غالب ہوتا ہی اگرچہ
اونکا عمل اور ہمت اور قوت اور ونکی عمل اور ہمت اور قوت سی غالب ہو بہر حال علم مین انبیا اوروں
سی ممتاز ہوتے ہین اور مصداق نبوت وہ کمال علمی ہی ہی جیسا کہ مصداق صدیقیت بہی کمال
علمی ہی چنانچہ لفظ نبا اور صدق ہی جو ماخذ اوصاف مذکورہ ہی اسبات پر شاہد ہی نبا خبر
خبر کو کہتے ہین جو اقسام علوم یا معلوم مین سی ہی اور صدق اوصاف علم مین سی ہی پر نبوت اور
صدیقیت مین وہی فرق فاعلیت و قابلیت ہی جو آفتاب و آئینہ مین وقت تقابل ہوا کرتا
ہوتا ہی چنانچہ وہ حدیث مرفوع قولی جسکا یہہ مطلب ہی کہ جو میری سینہ مین خدا نے ڈالا
مین نے ابو بکر رضہ کے سینہ مین ڈالدیا اسپر شاہد ہی مگر جیسی نبی کو نبی اسلئے کہ یافتہ اخر

یا خبردار کرنیوالا ہوتا ہی صدیق کو صدیق اسلئے کہتے ہین کہ اوسکی عقل بجز قول صادق قبول نہین کرتی
قول صادق نے دلیل اسطرح قبول کرلیتا ہی جیسے شہامی کو معدہ اور قول باطل سے اسطرح گھبراتا ہی
اور اسطرح اوسکو رد کرتا ہی جیسے مکھی کو معدہ رد کرتا ہی یہی تہا کہ صدیق اکبر کو ایمان لانے مین
معجزہ کی ضرورت نہوئی علی ہذا القیاس مصداق شہید بدلالت حدیث وہ شخص ہی جو اعلاء کلمۃ اللہ
اور ترقی دین کے لئے جان دینے کو تیار ہو چنانچہ رسول اللہ صلعم سے جو کسی نے پوچھا کہ بعضے آدمی
طمع مال مین لڑتے ہین اور بعضے بوجہ عصبیت یعنی بوجہ قرابت وحمیت قومی اور بعضے بغرض
ناموری انمین سے شہید کون ہوتا ہی تو آپ نے فرمایا مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللہِ هِيَ الْعُلْيَا غرض
شہادت اصطلاحی مین عوارض ہمت اور قوت عملی مین سے ہوئی اور شہید اول درجہ کا آمر بالمعروف
اور ناہی عن المنکر ہوا اور اسیوجہ سے شاید شہید کو شہید کہتے ہین یعنی بروز قیامت وہ شاہد ہوگا کہ
فلانا شخص حکم خدا مان گیا تہا اور فلانے نے نہین مانا کیونکہ اسباب کی اطلاع جیسے آمر بالمعروف
اور ناہی عن المنکر کو ہوسکتی ہی اتنی اوروں کو نہین ہوسکتی اور اوسکی گواہی اسباب مین ایسی سمجھئے جیسی
کسی مقدمہ مین ملازمان سرکاری کی گواہی چنانچہ اس امت کے حق مین یہہ فرمایا کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ
أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ اور اوسپر یہہ ارشاد کہ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ
أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ غور کیجے تو اسی جانب مشیر ہی غرض شہید سے فیض عمل ہوتا
ہی یعنی بھلے عمل اوروں سے کراتا ہی اور بری عملوں سے روکتا ہی سو جو شخص اوس سے مستفیض ہو وہ
صالح ہی اور ظاہر ہی کہ اہتمام اعمال کے باب مین وہی کرسکتا ہی جو خود اعمال مین پکا ہی سو بوسیلہ
ہی ہو یا بوسیلہ صحبت جس شخص کو افاضہ اعمال منظور ہو وہ تو شہید ہی اور جو اس سے مستفیض ہو
وہ صالح جب یہہ بات ذہن نشین ہوچکی تو خود معلوم ہوگیا ہوگا کہ جب نبوت کمالات علمی
ہی اور درباره علم رسول اللہ صلعم موصوف بالذات ہوئی تو درباره نبوت بھی

آپ موصوف بالذات ہونگے اور آیہ وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ النَّبِیِّیْنَ لَمَا اٰتَیْتُکُمْ الخ مین جو لفظ مصدق لما معکم ہی تو اُس سی بعد لحاظ اسبات کے کہ یہہ خطاب تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو ہی اور کلمہ ما اسجگہہ ایسا عام ہی کہ تمام علوم اور کتب کو شامل یہہ بات اور بھی موجہ ہوجاتی ہی کہ نبوت کمالات علمی مین سی ہی اور آپ جامع العلوم ہین اور انبیاء باقی جامع نہین غرض جو بات حدیث علمت علم الاولین سی ثابت ہوئی تہی مع شئ زائد آیہ مذکورہ سی ثابت ہی سو ایک تو یہی بات زائد ہی کہ نبوت کا کمالات علمی مین سی ہونا اس سی ظاہر ہی کیونکہ رسول کی صفت مین یہہ فرمانا کہ مصدق لما معکم جو لاجرم منجملہ کمالات علمی ہی کیونکہ تصدیق علم ہی سی متصور ہی اس جانب مشیر کہ اُس رسول کا علم ایسا عام ہوگا پہر باینہمہ لفظ رسول ہی باین نظر کہ زبان عربی مین پیغامبر کو کہتے ہین اور پیغام منجملہ اوامر و نواہی ہوتا ہی جو بیشک از قسم علوم ہی اسپر دال ہے اور عہد کا لینا جس سی آپ کا نبی الانبیا ہونا ثابت ہوتا ہی پہلے ہی معروض ہوچکا علاوہ برین حدیث کُنْتُ نَبِیًّا وَآدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ بھی اسی جانب مشیر ہی کیونکہ فرق قدم نبوت اور حدوث نبوت باوجود اتحاد نوعی خوب جب ہی چسپان ہوسکتا ہی کہ ایکجا یہہ وصف ذاتی ہو اور دوسری جا عرضی اور فرق قدم و حدوث اور دوام و عروض فہم ہو تو اس حدیث سی ظاہر ہی ہر کوئی سمجھتا ہی کہ اگر نبوت کا ایسا قدیم ہونا کچھہ آپ ہی کے ساتھہ مخصوص نہوتا تو آپ مقام اختصاص مین نہ فرماتے علاوہ برین حضرات صوفیہ کرام کی یہہ تحقیق کہ مربی روح محمدی صلعم تعین اول یعنی صفت علیم ہی اور بہی اسکی موید ظاہر ہی کہ شاعر کی تربیت سی شعر آویگا اور طبیب کی تربیت سی فن طب محدث کی تربیت دربارہ حدیث مفید ہوگی فقیہ کی دربارہ فقہ سو جسکی مربی صفت العلم ہو جو علم مطلق ہی مثل ابصار و اسماع علم خاص و قسم خاص نہین تو لاجرم فرد تربیت یافتہ اعنی

ذات پاک محمدی صلعم بھی علم مطلق مین صاحب کمال ہوگی اور ظاہر ہی کہ مطلق مین تمام خصص
خاصہ جو مقیدات مین ہوتی ہین مندرج ہوتے ہین سو یہہ بعینہ مضمون علمت علم الاولین الخ
کا اور بھی وجہہ ہوئی کہ معجزہ خاص جو ہر نبی کو مثل پروانہ تقرری بطور سند نبوت ملتا ہی اور نظر
ضرورت ہر وقت قبضہ مین رہتا ہی مثل عنایات خاصہ گہ و بیگاہ کا قبضہ نہین ہوتا ہمارے
حضرت صلعم کو قرآن ملا جو تبیانا لکل شیء ہے تاکہ معلوم ہو کہ آپ اس فن مین یکتا ہین کیونکہ ہر
شخص کا اعجاز اوسی فن مین متصور ہی جس فن مین اوسکی شریک نہون اور وہ اوسمین
یکتا ہو مثلاً خوشنویس کے سامنے اگر اور عاجز ہوتے ہین تو اچھے خوش قطعہ کے لکھنے ہی
مین عاجز ہوتے ہین اور فنون مین عاجز نہین سمجھے جاتے بالجملہ رسول اللہ صلعم وصف نبوت
مین موصوف بالذات ہین اور سوا آپکے اور انبیاء موصوف بالعرض اس صورۃ مین اگر
رسول اللہ صلعم کو اول یا اوسط مین رکھتے تو انبیاء متاخر کا دین اگر مخالف دین محمدی ہوتا
تو اعلے کا ادنے سی منسوخ ہونا لازم آتا حالانکہ خود فرماتے ہین مَا نَنْسَخْ مِنْ آیَۃٍ اَوْ
نُنْسِہَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْہَا اَوْ مِثْلِہَا اور کیون نہو یون نہو تو اعطاء دین منجملہ رحمت نرہی آثار غضب مین
سی ہو جاے ہان اگر یہہ بات متصور ہوتی کہ اعلے درجہ کے علماء کے علوم ادنے درجہ کے
علماء کے علوم سے کمتر اور ادون ہوتے ہین تو مضائقہ بھی نتھا پر سب جانتے ہین کہ
کسی عالم کا عالی مراتب ہونا علو مراتب علوم پر موقوف ہی یہہ نہین تو وہ بھی نہین اور
انبیاء متاخر کا دین اگر مخالف نہوتا تو یہہ بات تو ضرور ہی کہ انبیاء متاخر پر وحی آتی
اور افاضہ علوم کیا جاتا ورنہ نبوت کے پھر کیا معنی سو اسصورت مین اگر وہی علوم محمدی
ہوتے تو بعد وعدہ محکم اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ کے جو نسبت اس کتاب
کے جسکو قرآن کہئے اور بشہادت آیہ وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتَابَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ جامع العلوم

ہی کیا ضرورت تھی اور اگر علوم انبیاء متاخر علوم محمدی کے علاوہ ہوتے تو اس کتاب کا
تبیانا لکل شیء ہونا غلط ہو جاتا بالجملہ جیسے ایسی نبی جامع العلوم کے لئے ایسی ہی کتاب
جامع چاہیئے تھی تاکہ علو مراتب نبوت جو لاجرم علو مراتب علمی ہے چنانچہ معروض ہو چکا
میسر آئے ورنہ یہہ علو مراتب نبوت بے شک ایک قول دروغ اور حکایت غلط ہوتی ایسے
ہی ختم نبوت بمعنی معروض کو تاخر زمانی لازم ہے چنانچہ اضافت الی النبیین باین اعتبار
کہ نبوت منجملہ اقسام مراتب ہے یہی ہے کہ اس مفہوم کا مضاف الیہ وصف نبوت ہے زمانہ نبوت
نہیں اور ظاہر ہے کہ درصورت ارادہ تاخر زمانی مضاف الیہ حقیقی زمانہ ہوگا اور امر زمانی
یعنی نبوت بالعرض ہاں اگر بطور اطلاق یا عموم مجاز اس خاتمیت کو زمانی اور مرتبی سے
عام لے لیجیے تو پھر دونوں طرح کا ختم مراد ہوگا پر ایک مراد ہو تو شایان شان محمدی صلعم
خاتمیت مرتبی ہے نہ زمانی اور مجھ سے پوچھیے تو میرے خیال ناقص میں تو وہ بات ہے کہ سامع
منصف انشاء اللہ انکار ہی نہ کر سکے سو وہ یہہ ہے کہ تقدم تاخر زمانی ہوگا یا مکانی یا مرتبی
یہہ تینوں گو عین میں باقی مفہوم تقدم و تاخر ان تینوں کے حق میں جنس اور ظاہر ہے کہ
مثل چشم و چشمہ و ذات وغیرہ معانی لفظ عین ان تینوں میں یوں بعید نہیں جو مثل
لفظ عین لفظ تقدم و تاخر و اشتراک کو جو تاخر کے آثار میں سے ہے بنسبت انواع مذکورہ
مشترک کہئے جنس نہ کہیے مگر انہیں سے اول و آخر زمانی و رتبی تو مشخص ہوتا ہے یعنی اول آخر اور
آخر اول نہیں ہو سکتا البتہ تقدم و تاخر زمانی کے لئے کسی مصحح کی ضرورت پڑتی ہے جس سے
اول و آخر معلوم ہو جاتا ہے جیسے صفوف مسجد کے لئے قبلہ اور دیوار قبلہ ورنہ یہاں دوسری
طرح سے لیجیے تو قضیہ منعکس ہو جائیگا جب یہہ بات معلوم ہو گئی تو اب سنئے کہ ذوات انبیاء علیہم السلام
تو بذات خود اس قابل ہی نہیں کہ انہیں تقدم و تاخر کی گنجائش ملے ہاں بواسطہ زمان و

و مراتب البتہ مقدم و موخر کہہ سکتے ہیں بہرحال حذف مضاف کی ضرورت ہوگی سو لفظ
زمان کی جا پر اگر موصوف و تاخر بھی کوئی مفہوم عام ہی تجویز کیا جاوے تو بہتر ہے بلکہ
ضرور ہے کیونکہ حذف خلے قرینہ و الدال علی المحذوف الخاص دلائل تعمیم میں سے ہے
یہی وجہ ہے کہ لِلّٰہِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ اور اللہ اکبر میں کل شئی یا من کل شئی محذوف
سمجھا جاتا ہے بہرحال ہنوز دونو صورتیں برابر لفظ زمان ہو یا کوئی مفہوم عام پر تخصیص
زمان ہی کیا ہے اس صورتیں ہر نوع میں مفہوم خاتمیت جدی طرح ظہور کریگا جیسے آیہ
اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ میں مفہوم رجس
جنس عام ہے کہ اسکی لئی خمر جدی نوع ہے اور میسر وغیرہ جدی وہاں رجس نے اور طرح
ظہور کیا یہاں اور طرح یعنی خمر میں نجاست ظاہری بھی ظاہر ہوئی انواع باقیہ میں
فقط نجاست باطنی ہی رہی سو جیسے علت اختلاف ظہور مذکور یہہ ہوئی کہ یہاں فعل شرب
شراب کے باعث ممنوع ہوا اسلئے پانی وغیرہ کا پینا ممنوع نہیں تو یہاں تو رجس صفت
اصلی جسم شراب کی ہوگی اور میسر وغیرہ میں اشیاء معلومہ اعمال کے باعث بری ہوتیں
کیونکہ اشیاء معلومہ آلات افعال معلومہ ہیں اسلئے رجس صفت اصلی افعال کی ہوگی سو انکی
ناپاکی وہی نجاست باطنی مگر جیسے افعال اور شراب میں فرق ہے اور یہہ وصف رجس میں متحد
ایسی ہی یہاں قصہ ہے بلکہ یہاں تینوں نوعوں کا موصوف بتقدم و تاخر ہونا ایسا ظاہر ہے
جیسا شراب کا موصوف برجس ہونا مثل اتصاف افعال برجس خفا یا احتمال تجوز نہیں سو
اور اگر یہاں خاتم مثل رجس جنس عام رکھا جاوے تو بدرجہ اولے قابل قبول ہے اسمیں خاتمیت
ہوتے تو اور مرتبی کو تو ضرور تعیین سمجھا بتقدم نہیں ہاں مکانی میں یہی سمجھا ہیں تاخر مرتبی یہاں
کے جسکو قرآن شریف و ہم سمجھا جاویگا اور زمین چلیا اختتام ہوگا سو اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو ثبوت [illegible]

خاتمیت زمانی ظاہر ہے ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے ادہر تصریحات
نبوی مثل انت منی بمنزلۃ ہارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی او کما قال جو بظاہر بطرز
مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے اسباب مین کافی کیونکہ یہہ مضمون درجہ تواتر کو
پہونچ گیا ہے پھر اسپر اجماع بھی منعقد ہو گیا گو الفاظ مذکور بسند متواتر منقول نہون سو
یہہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہان ایسا ہی ہوگا جیسا تواتر اعداد رکعات
فرائض و وتر وغیرہ باوجودیکہ الفاظ احادیث تعداد رکعات متواتر نہین جیسا اُسکا منکر
کافر ہے ایسا ہی اسکا منکر بھی کافر ہوگا اب دیکھئے کہ اسصورت مین عطف بین الجملتین اور استدراک
اور استثنا مذکور بھی بغایت درجہ چسپان نظر آتا ہے اور خاتمیت بھی بوجہ احسن ثابت ہوتی ہے
اور خاتمیت زمانی بھی ہاتھ سے نہین جاتی اور نیز اسصورت مین جیسی قرارت خاتم بکسر التاء چسپان ہے ایسے ہی قرارت
خاتم بفتح التاء بھی نہایت درجہ بے تکلف موزون ہو جاتی ہے کیونکہ جیسے خاتم بفتح التاء کا اثر اور نقش مختوم علیہ مین
ہوتا ہے ایسے ہی موصوف بالذات کا اثر موصوف بالعرض مین ہوتا ہے حاصل مطلب آیہ کریمہ اسصورت مین یہہ ہوگا کہ ابوت معروفہ
تو رسول اللہ صلعم کو کسی مرد کی نسبت حاصل نہین پر ابوت [illegible] بالعرض [illegible] نسبت بھی حاصل ہے اور انبیاء کی نسبت
بھی حاصل ہے انبیاء کی نسبت تو فقط خاتم النبیین شاہد ہے کیونکہ مقصود معروض موصوف بالعرض موصوف
بالذات کے فرع ہوتے ہین موصوف بالذات اوصاف عرضیہ کی اصل ہوتا ہے اور وہ اُسکی نسل اور ظاہر ہے کہ والد
کو والد اور اولاد کو اولاد اسی لحاظ سے کہتے ہین کہ یہہ اُس سے پیدا ہوتے ہین وہ فاعل ہوتا ہے چنانچہ
والد کا اسم فاعل ہونا اسپر شاہد ہے اور یہہ مفعول ہوتے ہین چنانچہ اولاد کو مولود کہنا اسکی
دلیل ہے سو بسبب ذات بابرکات محمدی صلعم موصوف بالذات بالنبوۃ ہوئی اور انبیاء باقی موصوف بالعرض
تو یہہ بات اب ثابت ہو گئی کہ آپ والد معنوی ہین اور انبیاء باقی آپکے لیے بمنزلہ اولاد معنوی
اور امتیون کی نسبت لفظ رجال مین غور کیجے تو یہہ بات واضح ہے پر آیۃ النبی اولی

ملا

ہی محمد رسول اللہ صلعم کو صغری بنائیے اور النبی اولی بالمومنین کو کبری دیکھیے یہہ نتیجہ نکلتا ہی یا نہین صورت اسکی یہہ ہے کہ النبی اولے بالمومنین من انفسہم کو بعد لحاظ صلہ من انفسہم کے دیکھیے تو یہہ بات ثابت ہوتی ہی کہ رسول اللہ صلعم کو اپنی امت کے ساتھہ وہ قرب حاصل ہے کہ اونکی جانونکو بھی اونکے ساتھہ حاصل نہین کیونکہ اولے بمعنی اقرب ہی اور اگر بمعنی احب یا اولے بالتصرف ہو تب بھی یہی بات لازم آئیگی کیونکہ احبیت اور اولویت بالتصرف کے لیے اقربیت تو وجہ ہو سکتی ہے پر بالعکس نہین ہو سکتا دلیل اول یہہ بات سنئے کہ ایسی اقربیت جو اپنی حقیقت سے بھی زیادہ ہو بجز موصوف بالذات کے کہ موصوف بالعرض یا وصف عارض کی نسبت ہوتا ہی اور کسیکو کسیکے ساتھہ حاصل نہین کیونکہ ربط افاضہ اگر بین الشیئین نہین تب تو باعتبار اصل حقیقت استغنا اور تباین ہوگا اگرچہ دونوں ایک موصوف مین اتفاقاً مجتمع ہون اتنا قرب کجا اور اگر ربط افاضہ بین الشیئین ہی یعنے ایک موصوف بالذات اور دوسرا موصوف بالعرض ہی تو لاجرم موصوف بالعرض کے ساتھہ بحیثیت وصف عارض اور وجود وصف عارض محتاج موصوف ... افعال معلومہ ... تے ہین سو وصف عارض کو جو کچھہ تشخص حاصل ہوتا ہی بعد تحقق حاصل ہوتا ہی جیسا ... ہذا القیاس ادراک تشخص بھی بعد ادراک اصل وجود ہوتا ہی چنانچہ دور سے کسیکو دیکھیے تو ایک موجود مبہم ہوتا ہی جسکا انطباق ہزارون احتمالون پر متصور ہی پر جون جون قریب آتا جاتا ہی وہ ابہام مرتفع ہوتا جاتا ہی اور تمیز جو ادراک تشخصات پر موقوف ہی حاصل ہوتی جاتی ہی سو جب حالت بعد مین یہہ حال ہی تو حالت قرب مین تو اُس امر مبہم کو اور بھی وضاحت ہو جائیگی جسکی وجہ سے تقدم علے ادراک تشخصات سمجھا جاے ... علاوہ برین معلوم ہونا خود ایک وصف وجودی ہی اور معلومات کے معلوم ہونا کے معنی قطع نظر تقلید سے کرکے انصاف سے دیکھیے تو یہہ معلوم ہوتے ہین

کہ افاضہ وجود ذہنی عالم کیطرف اسی دہوپ ہوتا ہی اور وہ نور علم جو ذات عالم کے ساتھہ
ایسی طرح قائم ہی جیسی آفتاب کا نور آفتاب کے ساتھہ اوسکو ایسی طرح محیط ہو جاتا ہے
جیسی نور مذکور اشیاء مستنیرہ کو اور ظاہر ہے کہ عالم کو اگر ادراک معلومات ہوگا تو وہ ایسا
ہی ہوگا جیسی فرض کرو آفتاب کو انوار خاصہ در و دیوار کا علم جنکو ہم دہوپ کہتے ہین سو
اوسمین سی نور مطلق جیسی صفت آفتاب ہی اور تثلیث اور تربیع وغیرہ تقطیعات دہوپ جو
صحن خانون وغیرہ کیطرف سی لاحق ہوتے ہین اصل مین صفت صحن خانہا وغیرہ اور اسوجہ
سے درصورت علم مفروض جو آفتاب کو حاصل ہوگا علم نور مطلق باینوجہ کہ اپنی صفت ہی
علم تقطیعات سی جو اور ونکی صفت ہی مقدم ہوگا ایسی ہی نور علم مذکور صفت عالم ہی اور
منقا معلومات اور اسوجہ سے علم صفت خود جو عین علم ہی علم تشخصات سی مقدم ہوگا
یہ نور آپ بذات خود منور ہی اور یہہ تشخصات اور تعینات جو حقیقت مین حقیقت معلوم
ہین کیونکہ مسمی زید و عمرو وغیرہ یہہ خصوصیات خاصہ ہین جنکی وجہ سی باہم تباین ہے
مشترک جسکو حقیقت انسانی کہئی منور بالعرض سو اس حرکت علم مین جب نور مطلق
یا اور حقیقت مذکورہ دوسری بار تو درصورتیکہ مقصود بالعلم وہ حقائق ہی ہون
اور طالب علم خود صاحب حقیقت تو یون کہنا پڑیگا کہ موصوف بالذات اُس موصوف
بالعرض سی اُسکی حقیقت کی نسبت بہی زیادہ قریب ہی کیونکہ قریب بعید کے دریافت کے
لئی کمی بیشی فاصلہ ضرور ہی اور فاصلہ کے کم ہونے کی یہہ علامت ہی کہ اودہر کو حرکت
کیجے تو زیادہ فاصلہ کی چیز سی پہلے آئی سو دیکھہ لیجے حرکت فکری مین اول دلیل آتی ہی
پہر مدلول اسلئی استدلال لمی مین باینوجہ کہ دلیل جو حقیقت مین علت ہوتی ہی پہلا ہین علت
آئیگی اور مطلوب بعد مین اسصورت مین دلیل یعنی علت کو مطلوب سے نزدیکی ہین

زیادہ قرب ہوگا مگر یہہ قرب بنسبت معلول کے سوا علت اورکسیکو نصیب نہین کیونکہ اصل
مین انفصال ہی گو اتصال ہو تو جہان نہیہ قرب ہوگا ہی علیت معلولیت ہوگی اور وقت استدلال
اگر خود معلول ہی اپنے ادراک کیطرف متوجہ ہو اور مستدل باستدلال لمی ہو تو یہہ بات صاف
روشن ہو جائیگی کہ طالب کی ذات سے اوسکی علت قریب ہی سو اگر مومنین کو اپنی حقیقت کا ادراک
مطلوب ہوگا تو بے شک اول رسول اللہ صلعم اس حرکت فکری مین آئینگی پھر انکی حقیقت باقی
رہی دلیل انی وہ حقیقت مین دلیل ہی نہین ہوتی بلکہ استدلال انی کے لئے ضرور ہے کہ اول
استدلال لمی ہولی اگر آفتاب کو علت نور نہ سمجھین تو پھر نور سے وجود آفتاب پر استدلال
ممکن نہین اور یہہ سمجھنا کہ یہہ علت ہی اور وہ معلول یہی استدلال لمی ہی استدلال لمی
مین سوا اسکی اور کیا ہوتا ہی الغرض وجود ذہنی معلول ہی علت کی وجود ذہنی پر ایسی طرح موقوف
ہی جیسی اسکا وجود خارجی اسکی وجود خارجی پر باقی استدلال انی مین علم تازہ نہین ہوتا علم
سابق کا استحضار ہوتا ہی اور ظاہر ہے کہ علت اپنی معلول مین بنسبت اسکی حقیقت کے
جو تعینات اور تشخصات مین اور منجملہ لواحق اور توابع اور محتاج ہے فی التحقق اولی بالتصرف
ہی علی ہذا القیاس معلول کو اگر قابل محبت ہی جو محبت اپنی علت سے ہوگی جو اوسکی اصل ہے
اور اوسکا پر تو اونہین ہی چنانچہ مثال نور آفتاب سے ظاہر ہی وہ محبت تعینات سے
کاہیکو ہوگی جو لواحق ہین اور باہم اتفاقی ملاقات ہوگئی ہی اسصورت مین علت کو بنسبت
اوسکے معلول سے اگر احب الیہ من نفسہ کہا جاے تو بجا ہی غرض اولے بمعنی اقرب
ان دونون معنون کو مستلزم ہی اور یہہ دونون اوسکے منافی نہین بلکہ اوسکے تحقق
دال ہین جیسی نور آفتاب طلوع آفتاب پر دلالت کرتا ہی سو جیسی طلوع آفتاب
کے ساتھ لازم ہے ایسی ہی تحقق اولویت بمعنی اقربیت تحقق اولویت بالتصرف اور

اولیت بمعنی اجلیت پر مقدم ہوگی غرض اقربیت مذکورہ کا مابین رسول اللہ صلعم و امت
مرحومہ ہونا باینظر کہ آپ اقرب الی الامۃ المرحومۃ من انفسہم ہوں ضرور ہی اور یہہ بھی ظاہر ہے کہ
اسکے معنی یہی ہیں کہ آپ علت ہوں اور امت مرحومہ یعنی مومنین معلول اور ظاہر ہے کہ معلول
میں جو کچھہ ہوتا ہے فیض علت اور عطار علت ہوتا ہے اسلیئے اوسکے لئے صیغہ مفعول
تجویز کیا گیا اس صورت میں علت میں ضرور ہے کہ وہ فیض ذاتی ہو ورنہ وہاں بھی عرضی
تو کوئی اور ہی مفیض حقیقی ہوگا کیونکہ یہہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ وصف عرضی خود بخود
ہو جاے کوئی موصوف بالذات ضرور ہے سو وہی ہمارے نزدیک علت اصلی ہے الغرض لفظ
رسول اللہ جو مترادف نبی اللہ یا متضمن معنی نبی اللہ کو ہے جب صغری بنایئے تو بوجہ اجتماع
شرائط ضروریہ جو شکل اول میں ہونی چاہئیں یہہ نتیجہ نکلیگا کہ محمد اولی بالمومنین
من انفسہم اور یہہ بات اسبات کو مستلزم ہے کہ وصف ایمانی آپ میں بالذات ہو اور
مومنین میں بالعرض آپ اس امر میں مومنین کے حق میں والد معنوی ہیں یعنی اورونکا
کا ایمان آپکے ایمان سے پیدا ہوا ہے آپکا ایمان اوروں کے ایمان کی اصل ہے
اور ونکا ایمان آپکے ایمان کی نسل اس تقریر پر وجہ عطف مذکور اور استدراک مسطور
خوب واضح ہوگئی اسلیئے اس مضمون کو یہیں ختم کرتا ہوں اگرچہ خوبی مزید توضیح اسبات کو
مقتضی تھی کہ مثل علم ایمان کا ایک وصف فطری ہوتا اور یہہ بات کہ ایمان کمالات عملی میں
ہے پر علم پر موقوف اور نبوت کمالات علمی میں سے ہے پر عمل کو مستلزم اور نیز یہہ
امر کہ انبیاء کس بات میں آپ کے ساتھ علاقہ مولودیت رکھتے ہیں اور امت کس بات میں
اور پھر کیوں لفظ بشیر تولد مومنین کو لفظ بشیر تولد انبیا سے مقدم رکھا یہہ باتیں بیان
تا اور حسب فہم موجہ کر جاتا پر باندیشہ تطویل قدر ضرورت ۔ [illegible] کر کے [illegible] فقط

ہون کہ اطلاق خاتم اسبات کو مقتضی ہی کہ تمام انبیار کا سلسلہ نبوت آپ پر ختم ہوتا ہی جیسے انبیار گذشتہ کا وصف نبوت مین حسب تقریر مسطور اس لفظ سے آپ کی طرف محتاج ہونا ثابت ہوتا ہی اور آپ کا اس وصف مین کسیکی طرف محتاج نہونا اسمین انبیار گذشتہ ہون یا کوئی اور اسیطرح اگر فرض کیجے آپکے زمانہ مین بھی اس زمین یا مین یا کسی اور زمین مین یا آسمان مین کوئی نبی ہو تو وہ بھی اس وصف نبوت مین آپ ہی کا محتاج ہوگا اور اوسکا سلسلہ نبوت بہر طور آپ پر مختتم ہوگا اور کیون نہو عمل کا سلسلہ علم پر ختم ہوتا ہی جب علم ممکن للبشر ہی ختم ہو لیا تو پھر سلسلہ علم و عمل کیا چلے غرض اختتام اگر باین معنی تجویز کیا جاوے جو مین نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیار گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہوگا بلکہ اگر بالفرض آپکے زمانہ مین بھی کہین اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہی مگر جیسے اطلاق خاتم النبیین اسباتکو مقتضی ہی کہ اس لفظ مین کچھ تاویل نکیجے اور علی العموم تمام انبیا کا خاتم کہیے اسیطرح اطلاق لفظ مثلہن جو آیہ اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَہُنَّ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَہُنَّ مین واقع ہی اسبات کو مقتضی ہی کہ سوار تباین ذاتی ارض و سما جو لفظ سمٰوات اور لفظ ارض سے مفہوم ہی اور ان دونو لفظون کا ذکر کرنا اسباب مین منزلہ استثنار ہی اور نیز علاوہ اس تباین کے جسکو بوجہ اختلاف لوازم ذاتی یا اختلاف مناسبات ذاتی خواہ منجملہ لوازم وجود ہون یا مفارق بین السمار والارض متصور ہی اور بالالتزام مستثنے ہے بجمیع الوجوہ بین السمار والارض مماثلت ہونی چاہیے سو اسمین سے مماثلت فی العدد اور مماثلت فی البعد اور فوق و تحت ہونے مین مماثلت تو اوسی مماثلت فوع سے معلوم ہوتی ہی جس سے تحقیق سبع ارضین معلوم ہوا ہی اور صاحب

مشکوۃ نے بحوالہ امام ترمذی اور امام احمد باب بدء الخلق مین اسکو روایت کیا ہے اور ترمذی نے
کتاب التفسیر مین سورۂ حدید کی تفسیر مین روایت کیا ہے حدیث یہہ ہے عن ابی ہریرۃ قال بینما نبی اللہ صلعم
جالس واصحابہ اذ اتی علیہم سحاب فقال نبی اللہ صلعم ہل تدرون ما ہذا قالوا اللہ ورسولہ اعلم
قال ہذہ العنان ہذہ روایا الارض یسوقہا اللہ الی قوم لا یشکرونہ ولا یدعونہ ثم قال ہل تدرون ما فوقکم
قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال فانہا الرقیع سقف محفوظ وموج مکفوف ثم قال ہل تدرون
ما بینکم وبینہا قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال بینکم وبینہا خمسمایۃ عام ثم قال ہل تدرون
ما فوق ذلک قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال سماءان بعد ما بینہما خمسمایۃ سنۃ ثم قال کذلک
حتی عد سبع سموات ما بین کل سماءین ما بین السماء والارض ثم قال ہل تدرون ما فوق ذلک
قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ان فوق ذلک العرش وبینہ وبین السماء بعد ما بین السماءین
ثم قال ہل تدرون ما الذی تحتکم قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال انہا الارض ثم قال ہل تدرون
ما تحت ذلک قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ان تحتہا ارضا اخری بینہما مسیرۃ خمسمایۃ سنۃ
حتی عد سبع ارضین بین کل ارضین مسیرۃ خمسمایۃ سنۃ ثم قال والذی نفس محمد بیدہ
لو انکم دلیتم بحبل الی الارض السفلی لہبط علی اللہ ثم قرأ ہو الاول والآخر والظاہر
والباطن وہو بکل شیء علیم رواہ احمد والترمذی انتہی اس حدیث سے علاوہ اسکے کہ یہہ مین سب
مین اوپر ہی سات زمینون کا ہونا اور وہ بھی نیچے اوپر ہونا اور ہر ایک زمین سے دوسری
زمین تک ساتون زمینون مین پانچ پانچ سو برس کی راہ کا فاصلہ ہونا تصریح ثابت ہے
غرض یہہ تینون مماثلتین تو اسی حدیث سے تصریح معلوم ہو گئی جبکے معلوم ہونے سے یہہ خیال
کہ بعد منہا ہی تباین مذکور کے اور سب باتون مین بشہادت اطلاق وعموم کلام ربانی مماثلت
مراد ہی اور بھی قوی ہو گیا اور کیون نہو اول تو مثلہن بھی اسی کلام اللہ مین ہے جسمین لفظ

خاتم النبیین جسکی اطلاق اور نبیین کی عموم کے باعث کسی نے آجتک ائمہ دین مین سے
اسمین کسی قسم کی تاویل یا تخصیص کا کرنا جائز نہ سمجھا تورات و انجیل یا کسی پنڈت کی
پوتھی مین نہین جو احتمال تحریف و افترا ہو پہر تسپر حدیث مذکور اسقدر مصدق خیال مذکور علاوہ
برین مقابل کعبہ ارض آسمان مین بیت معمور کا ہونا اور پہر باین لحاظ کہ مقابل کعبہ اوپر کہین تک جاؤ
اور نیچے تحت الثری تک تو کعبہ ہی ہی خیال مماثلت کو اور دوچند مستحکم کر دیتا ہی بالجملہ
اطلاق مماثلت مین مزید رفعت مراتب نبوی صلعم ہے یہانتک کہ اگر اطلاق مذکور کو تسلیم کیجیے تو
رسول اللہ صلعم کی عظمت اور رفعت کے ساتھ حصون مین سے کل ایک ہی باقی رہجاتا ہی اور چہہ حصے
عظمت کم ہوجاتی ہے سو انشاء اللہ قریب ہی یہہ معاملہ حل ہوا جاتا ہی خیر اصل مطلب یہہ ہے جب یہہ
بات ثابت ہو گئی کہ سات آسمان ہین اور وہ بھی اوپر نیچے کیف ما اتفق و ایسے نہین آگی پیچہے
واقع ہین اور پہر انمین پانچ پانچ سو برس کا فاصلہ نکلا اور اسیطرح زمینونکا حال ہوا تو یہہ
بھی یقینی سمجہنا چاہیے کہ جیسے ساتون آسمانون مین آبادی ہی اور پہر اوپر کے آسمان والے
نیچے کے آسمان والون پر حاکم ایسی ہی ساتون زمینین بھی آباد ہونگی اور اوپر کی زمین والے
نیچے کی زمین والون پر حاکم ہونگے دلیل حکومت اہل سموات فوقانی اول تو یہہ حدیث ترمذی کی
ہی قال الترمذی فی ابواب التفسیر فی تفسیر سورۂ سبا حدثنا نصر بن علی الجہضمی نا عبد الاعلی
نا معمر عن الزہری عن علی بن حسین عن ابن عباس قال بینما رسول اللہ صلعم جالس فی نفر من
اصحابہ اذ رمی بنجم فاستنار فقال رسول اللہ صلعم ما کنتم تقولون لمثل ہذا فی الجاہلیۃ اذا رأیتموہ
قالوا کنا نقول یموت عظیم او یولد عظیم فقال رسول اللہ صلعم فانہ لا یرمی بہ لموت احد ولا
لحیاتہ ولکن ربنا تبارک اسمہ وتعالی اذا قضی امرا سبح حملۃ العرش ثم سبح اہل السماء الذین یلونہم
ثم الذین یلونہم حتی یبلغ التسبیح الی ہذہ السماء ثم سأل اہل السماء السادسۃ اہل السماء السابعۃ

الدنیا وتخطف الشیاطین السمع فیرمون فیقذفونه الی اولیائهم فما جاؤا به علی
وجهه فهو حق ولکنهم یحرفونه ویزیدون هذا حدیث حسن صحیح اس مضمون سے
صاف ظاہر ہے کہ حکم خداوندی ملائکہ کی نسبت جو کچھہ ہوتا ہے وہ اس ترتیب سے نیچے
پونہچتا ہے سو یہہ بات بعینہ ایسی ہے جیسے حکم بادشاہی جو کچھہ ملازمان ماتحت کی نسبت
ہوتا ہے اون سے اوپر کے ملازمون کیواسطے اُن تک پونہچتا ہے چنانچہ سب کو معلوم ہے اور
نیز مقتضای حدیث دیگر بھی یہی ہے جو شاہ عبد العزیز صاحب قدس اللہ سرہ العزیز نے
تفسیر عزیزی سورہ بقر مین بذیل تفسیر آیہ ثم استوی الی السماء فسوٰهن سبع سموات
روایت کی ہے چنانچہ فرماتے ہین وابن المنذر از ابن عباس روایت کردہ است کہ
سید السموات السماء التی فیها العرش وسید الارضین التی انتم علیها الخ
حدیث سے ایک تو مماثلت زائدہ معلوم ہوئی یعنی جیسے وہان اوپر کا آسمان افضل ہے
کیونکہ عرش اوسمین ہے یعنے اُس سے متصل ہے یہان اوپر کی زمین یعنی یہہ زمین افضل
ہے دوسرے بدلالت التزامی یہہ ثابت ہوا کہ اوپر کے آسمان والے نیچے والون پر
حاکم ہون کیونکہ افضلیت سموات ظاہر ہے کہ باعتبار افضلیت سکان ہے سو نوع
واحد مین افضلیت اسبات کو مقتضی ہے کہ فرد افضل واکمل موصوف بالذات ہو کیونکہ
موصوف بالذات کی طرف سے تو نوع واحد مین تفاوت افراد ممکن نہین اسلئے کہ وہ ایک
ہوتا ہے اور جہان تعدد نظر آتے ہین باین نظر کہ نوع واحد مین ترکیب کو مقتضی ہے تاکہ
اتحاد امر مشترک کیطرف راجع ہو اور تباین امور متباینہ کیطرف پہر انجام کار وحدت
لازم آجاتی ہے اس صورت مین لاجرم یہہ اختلاف وتفاوت معروض اور قابل کیطرف سے

ہوگا کیونکہ حوادث مین جتنے اختلاف ہین وہ انہین دو کیطرف یا انکی تتمات کیطرف جیسے
آلات و شرائط مین منسوب ہوتی ہین بوجہ تنگی مقام زیادہ شرح سے معذور ہون با اینہمہ اہل
فہم کیواسطے یہہ مضامین معروض ہوتے ہین او نکو اتنا بھی کافی ہے الغرض یہہ اختلاف و تفاوت
معروضات کیجانب ہوگا مگر ظاہر ہے کہ اس صورت مین فرد اکمل وہ واسطہ فی العروض ہوگا جو
اپنے معروضات کے حق مین موصوف بالذات ہوتا ہے اگرچہ کسی اور کی نسبت وہ بھی معروض ہو
جیسے آئینہ وقت نور افشانی در و دیوار اگر در و دیوار کی نسبت واسطہ فی العروض اور موصوف
بالذات ہے تو آفتاب کی نسبت خود معروض ہے سو ایسے ہی امور مبحوث عنہا مین سمجھیے دوسرے
بحکم عدل افضلیت بالضرور سببات کو مقتضے ہے کہ جو افضل ہو وہ باقیون پر حاکم ہو علاوہ برین
حسن انتظام خداوندی جو ہر نوع مین نمایان ہے اسبات کو مقتضی ہے کہ جیسے افراد کا سلسلہ
نوع پر اور انواع کا سلسلہ جنس پر ختم ہوتا ہے اور اسوجہ سے جنس کے احکام و آثار انواع مین اور انواع
کے احکام و آثار افراد مین جاری و ساری ہین یہہ استقلال جو ہر فرد ذوی العقول مین
نمایان ہے اور اسوجہ سے وہ انتظام جو انکے متعدد ہو جانے اور انکے اجتماع پر موقوف
ہے باطل ہو جاتا ہے کسی ایک آدمی سے متعلق کر کے اسکو مستقل اعظم قرار دیا جاے جسکے
سامنے یہہ استقلال افرادی فرادی والے محتاج نظر آئین سو اسیکا نام حکومت ہے بلکہ وجہ
تکثر افراد بھی غور سے کیجا ہے تو وہ عروض ہے کیونکہ اگر کلی کو معروضات کے ساتھ عروض
نہو تو یہہ تعدد افراد ہرگز ظاہر نہو اور اسصورت مین مناسب یون ہے کہ موصوف بالذات
پر بشرطیکہ قابلیت حکومت و محکومیت رکھتے ہون حاکم ہو تاکہ متبوعیت باطنی
ظاہری منجملہ وضع الشے فی محلہ سمجھی جاے پھر یہہ فوقیت و تحتیت باوجود اتحاد نوعی بحکم
عدل و حکمت اسبات کو مقتضی ہے کہ جیسے فرد تنزل نوعی اور نوع تنزل جنسی ہوتا ہے

فوقیت و تحتیت دونوں صحیح ہوں اسلئے کہ تنزل مرتبہ بھی مثل تکثر بجز عروض ممکن نہیں چنانچہ
افراد کی تنزل نوعی ہونے سے اور انواع کے تنزل جنسی ہونے سے یہہ بات ظاہر ہے کہ تنزل و
تکثر متلازم ہیں اور عروض پر موقوف اور عروض کا قصہ آپ سن ہی چکے ہیں کہ موصوف
بالذات موصوف بالعرض پر جیسے باعتبار ظہور و نفوذ احکام یعنی آثار حاکم ہوتا ہے ایسے ہی
باعتبار حکومت بھی حاکم ہونا چاہیے اس صورت میں کیفیت حال یہہ ہوگی کہ ارواح سافلہ جو
مرتبہ تکثر میں پیدا ہوئی ہیں اور درجہ میں بھی نیچے ہیں ارواح صغیرہ و حقیرہ ہوں اور ارواح
عالیہ جو درجہ میں عالی اور وحدت اور مبدا کی جانب ہیں ارواح عظیمہ اور کبیرہ ہوں غرض
جب مجموعہ حصص کو لیجئے تو ایک روح اعظم مثل اب النوع ہو اور جدی جدی حصے کر لیجئے تو
روح صغیرہ پیدا ہو سو جب مرتبہ صغر میں روحانیت ہے چنانچہ افراد کے ملاحظہ سے ظاہر ہے
تو مرتبہ عظمت میں روحانیت کیوں نہوگی کیونکہ وصف ذاتی حالت اجتماع حصص میں تو اور
بھی زیادہ قوی ہوتا ہے سو یہہ اجتماع حصص اگر ہوتا ہے تو موصوف بالذات ہی میں ہوتا ہے
معروض میں نہیں ہوتا کسی صحن میں پورا نور نہیں البتہ آفتاب میں سب جمع ہیں غرض اسلئے مراتب
فوقانی میں ارواح عظیمہ ہونگی اور مراتب تحتانی میں ارواح صغیرہ اور اسوجہ سے فوق و
تحت خارجی و ظاہری بھی ملحوظ رہنا چاہیے تاکہ ظاہر و باطن متناسب رہیں بالجملہ وحدت و
تکثر افرادی اور پھر فرق فوق و تحت باعتبار قانون عدل و حکمت اگر درست ہو سکتا ہے تو
یوں ہو سکتا ہے جس طرح سے عرض کیا کہ ارواح عالیہ ارواح سافلہ کے لئے موصوف بالذات
ہوں اور افضل ترین ملائکہ فلک ہفتم کوئی ایک ملک ہو جسکی روح منبع ارواح ملائکہ باقیہ فلک
ہفتم بھی ہو اور منبع روح فرد افضل ترین ملائکہ فلک ششم بھی ہو کہ پھر اوسکی روح منبع ارواح

باقیہ فلک ششم اور فرد اکمل ملائکہ فلک پنجم علیٰ ہذا القیاس اور فرد اکمل ملائکہ فلک ہفتم کا ملائکہ
باقیہ فلک ہفتم کے لئے بھی منبع ہونا اور فرد اکمل ملائکہ فلک ششم کے لئے بھی منبع ہونا اور
پھر اونکا اوپر ہونا اور فقط تابع ہونا اور اسکا نیچے ہونا اور متبوع و منبع ملائکہ باقیہ فلک ششم
بھی ہونا ایسا ہو جیسے آفتاب کا بنسبت آئینہ واقعہ فی الصحن اور بنسبت دہوپ سقف منبع
ہونا ظاہر ہے کہ دہوپ اوپر ہی مگر چونکہ منبع النور نہیں فقط تابع ہی ہی متبوع نہیں اور آئینہ
مندور یا بین نظر کہ درہ دیوار کے حق میں منبع النور بھی ہوگیا ہی تو اونکے حق میں متبوع بھی
ہے مگر یہی صورت اسوقت باہم زمینوں کی بھی ہوگی سب ساتوں کی ساتوں آباد بھی ہونگی اور اوپر
کی زمین کی فرد اکمل یعنے محمد رسول اللہ صلعم کی روح پاک جیسے ارواح انبیاء و مومنین کے
لئے منبع ہوگی ایسی ہی فرد اکمل زمین ثانی کے لئے بھی منبع ہوگی اور اوسکی روح پاک باقی
اوس زمین کے سکان کے لئے بھی منبع ہوگی اور فرد اکمل زمین سوم کے لئے بھی منبع ہوگی
علیٰ ہذا القیاس نیچے کی زمین تک خیال کرلو اور اس تقریر سے یہ بھی مرتفع ہوگیا کہ
یہاں کا ہر ہر فرد حاکم و متبوع ہو اور ارضی یا تحت کے افراد مقابلہ و مناظرہ اپنے اپنے
نظائر کے تابع بلکہ فقط فرد اکمل کا متبوع ہونا اور نیز سافل کے فرد اکمل کا اوس
کی نسبت اول تابع ہونا اور اوسی کے سبب افراد باقیہ کا تابع ہونا سمجھا جاتا
ہے مثال مطلوب ہے تو اول آفتاب اور آئینہ کے حال پر غور کیجئے اوپر کی دہوپین
ان دہوپوں کی اصل نہیں جو آئینہ سے پیدا ہوتی ہیں دوسری دیکھئے لاٹ و لفٹنٹ پر
مثلا حاکم پر اوسکی اردلی کے لوگ اسکی اردلی کے حاکم نہیں البتہ لاٹ بواسطہ لفٹنٹ اونپر
بھی حاکم ہے جیسے آفتاب بواسطہ آئینہ نیچے کی دہوپوں کا بھی مخدوم تہا اس تقریر پر نیچے
کی زمین سے سلسلہ نبوت شروع ہوگا اور رسول اللہ صلعم کے اوپر وہ سلسلہ ختم ہوگا

جیسے یہاں کی نبوت کا سلسلہ بھی آپ ہی پر اختتام پاتا ہے اتنا فرق ہے کہ یہاں انبیاء باقیہ
مین باہم نسبت حکومت و محکومی محض باشارہ عقلی نہین نکال سکتے اور نیچے کی زمین سے جو
سلسلہ شروع ہوا ہے اوسمین باشارہ عقلی ہم کہہ سکتے ہین کہ دوسری زمین والے تیسری
زمین والون پر حاکم ہین اور تیسری زمین والے چوتھی زمین والون پر علے ہذا القیاس سوا اس فرق
کی تصحیح اگر مثال سے منظور ہے تو شنئے کہ بادشاہ کو لاٹ پر اور لاٹ کو لفٹنٹ پر حاکم تو فقط
اتنی ہی بات کے بہروسے کہہ سکتے ہین کہ ہمکو ان مراتب کا باہم فوق و تحت ہونا معلوم ہے
پر لاٹ یا لفٹنٹ کے محکمہ اور عملہ مین یہہ حکم برابر جاری نہین کر سکتے غرض ایک سلسلہ
نبوت تو فوق و تحت مین واقع ہے اور باعتبار فرق مراتب مکانی اوسکے فرق مراتب کیطرف
اشارہ کیا گیا ہے اور ایک سلسلہ نبوت ماضی و مستقبل مین واقع ہے اور باعتبار فرق مراتب
زمانی اوسکے فرق مراتب کیطرف اطلاع کی گئی شرح اسکی یہہ ہے کہ اہل فہم پر روشن ہے کہ
زمانہ ایک حرکت ارادہٗ خداوندی ہے اور یہی وجہ ہے کہ محققین صوفیہ کرام علیہم الرحمتہ
تجدد امثال کے قائل ہوئے کیونکہ حرکت مین مقولہ حرکت کا ایک فرد ہر آن مین جدا متحرک
کو عارض ہوتا ہے والعاقل تکفیہ الاشارۃ اور یہی وجہ ہے کہ زمانہ مقدار حرکت ہے کیونکہ
مقدار ہونے کے لئے تماثل اور تجانس ضرور ہے خط کے لئے مقدار خط ہی ہو سکتا ہے اور
سطح کے لئے مقدار سطح اور جسم کے لئے مقدار جسم یعنے وہ چیز جس سے کمی بیشی مساوات
معلوم ہو وہ ہم جنس ہی ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ خط کو سطح سے نہین ناپ سکتے اور اگر ناپ
بھی لیتے ہین تو اوسکی ایک بعد سے جو از قسم خط ہی ہوتا ہے علے ہذا القیاس اگر جسم کو
سطح یا خط سے ناپین تو اوسکو بھی ایسا ہی سمجھو بہر حال زمانہ ایک امتداد حرکت ارادہ
خداوندی ہے اگر اندیشہ تطویل نہوتا تو انشاء اللہ اس بحث کو واشگاف کر دکھلاتا پر

کیا کیجیے ذکر استطرادی بقدر ضرورت ہی زیبا ہے زیادہ نازیبا ہے تس پر اہل فہم سے یہہ امید ہے
کہ فقط اشارہ ہی انکو کافی ہوگا مگر در صورتیکہ زمانہ کو حرکت کہا جاوے تو اوسکے لیے
کوئی مقصود بھی ہوگا جسکے آنے پر حرکت منتہی ہو جاوے سو حرکت سلسلۂ نبوت کے لیے
نقطہ ذات محمدی صلعم منتہی ہے اور یہہ نقطہ اس ساق زمانی اور اس ساق مکانی کے لیے
ایسا ہی ہے جیسے نقطہ راس زاویہ تاکہ اشارہ شناسان حقیقت کو یہہ معلوم ہو کہ آپکی نبوت کو
و مکان و زمین و زمان کو شامل ہے رہا یہہ شبہہ کہ زمانہ تو بعد ختم نبوت بھی باقی ہے اگر
حقیقت زمانہ حرکت مذکورہ ہے تو لازم آتا ہے کہ مقصود تک ابھی نہیں پہنچی اور رسول اللہ صلعم
افضل البشر نہوں کیونکہ مقصود و مطلوب نہیں ہو منتہاء حرکت مذکورہ ہوگا وہی افضل ہوگا
سو یہہ شبہہ قابل اسکے نہیں کہ اہل فہم کو موجب تردد ہو مگر با ایں ہمہ دفع خلجان کے لیے یہہ
معروض ہے کہ ہر حادث زمانی کے لیے ایک عمر ہے کہ جسکی وجہ سے محققان صوفیہ کرام ہر حادث
میں قائل تجدد امثال ہوئے کیونکہ زمانہ ایک حرکت ہے چنانچہ اسکا متجدد و غیر قار الذات ہونا
بھی اسکو مؤید ہے اسصورت میں مسافات متعددہ ہوئیں اور حرکات متعددہ منجملہ حرکت سلسلہ
نبوت بھی تھی سو بوجہ حصول مقصود اعظم ذات محمدی صلعم وہ حرکت مبدل بسکون ہوگئی
البتہ اور حرکتیں ابھی باقی ہیں اور زمانہ آخر میں آپکے ظہور کی ایک یہہ بھی وجہ ہے
غرض باعتبار زمانہ اگر شرف ہے تو مستقبل میں ہے کہ وہ طرف مقصود ہے نہ یہہ کہ زمانہ
مستقبل فی حد ذاتہ اشرف ہے اور باعتبار مکان جانب فوقانی تاکہ فوقیت علو پر دلالت
کرے باقی یہہ فرق کہ بنی آدم کافر بھی ہوتے ہیں اور ملائکہ کافر نہیں ہوتے یا ملائکہ
تعداد میں زیادہ ہیں اور بنی آدم کم سو اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ فرق اطلاق مماثلت میں
قادح نہیں یہہ جو راقم سطور نے عرض کیا تھا کہ وہ تباین جو مقتضاء اختلاف ماہیت

ارض وسما اور لوازم ماہیت ارض وسما یا مناسبات ماہیت ارض وسما مین سے ہو ملحوظ کر کے پہر
تماثل دیکہنا چاہیے سو جیسے عظمت سماوات اور صغر ارضین تشخصات و تعینات ارض وسما مین
داخل ہے اور یہہ اختلاف اُس اختلاف مفہوم ہی مین آگیا ایسے ہی بوجہ مناسبت اختلاف
مقادیر سکان بہی ضرور ہی بلکہ اسصورتمین اگر یہانکے سکان کو وہانکے سکان کے ساتہہ وہی
نسبت ہو جو یہانکی مقدار کو وہانکی مقدار کے ساتھہ ہر زمین کو اپنے مقابل کے ساتھہ
تو عجب نہین اور اسصورتمین ممکن ہی کہ ساتوین زمین مین بالشتیے ہون اور وہ زمین اس زمین
سے ایسی چہوٹی ہو جیسے ساتوین آسمان سے یہہ آسمان چہوٹا ہی اور اگر سموات سب برابر ہین تو زمینیں
بہی سب برابر ہون رہا فرق اسلام و کفر بنا اس فرق کی اختلاف لوازم ذاتی اور اختلاف
مناسبات ذاتی پر ہی پر علم تناسب نہایت درجہ کا علم غامض ہی علم کامل تناسب تو خدا
ہی کو ہی سوا اوسکی انبیا اور صدیقین کو جو حکماء بنی آدم اور مصداق وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ
فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا ہوتے ہین کچہہ ہو تو ہو دیکہیے موافق آیۃ أَعْطَىٰ كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ اور نیز
بمقتضاء اسم حکیم و عدل فہیم جسکا ہونا خدا کی ذات پاک مین مثل توحید یقینی ہی یہہ ضرور ہی
کہ گیہون کو اُسکی مناسب برگ و بار اور جَو کو اُس کی مناسب انگور کو اُسکی مناسب اور کہجور
کو اوسکے مناسب روح انسانی کو اوسکے مناسب بدن اور روح حماری کو اُسکی مناسب عطا ہو
لیکن قبل مشاہدہ عطیات ہر نوع ایسا کوئی عاقل سمجہہ مین نہین آتا کہ یہہ بتلا دے کہ گیہون کے ایسے
شاخ و برگ و بار ہونگے اور جَو کے ایسے اور انسان کا ایسا بدن ہوگا اور حمار کا ایسا
غرض تناسب و مناسبت یقینی پر وجہ مناسبت و تناسب معلوم نہین علم الیقین عین الیقین
جب بنے کہ ہم اندہے ہونکو وہ دیدہ بصیرت عنایت ہو جس سے یہہ فرق ایسا نمایان ہو جا جیسے اندہونکو
بعد بینا ہو جانے کے یہہ بات معلوم ہو جاتی ہی کہ لال رزائی پر سبز گوٹ اور سبز رزائی پر لال

گوٹ پہنچتی ہی سو اسکو اور گوٹ زیبا نہو گی بالجملہ جس چیز کو خدا نے کسی چیز کے ساتھہ جوڑ دیا ہی
یا مقابل مین رکہا خالی کسی تناسب سی نہین جب یہہ بات معلوم ہو گئی تو اب سنئے کہ تشبیہ نسبت
نسبت جب ہی معلوم ہو سکتی ہی جب دو چیزون کا پہلے تناسب جدا معلوم ہو اور دو چیزونکا
جدا مثلا دو کو چار کے ساتھہ وہ نسبت ہی جو ہزار کو دو ہزار کے ساتھہ ظاہر ہی کہ اس تشابہ
نسبت کا یقین بطور عین الیقین یا حق الیقین جب ہی متصور ہی کہ دو اور چار کا تناصف بھی معلوم ہو
اور ہزار و دو ہزار کا تناصف بھی معلوم ہو الغرض تشبیہ نسبت بہ وحدت نوع نسبت کو مقتضی ہی اور علم تشبیہ کو علم نوع مذکور
کو اور ظاہر ہی کہ وہ مماثلت جو لفظ مِثْلَهُنَّ سی بین السموات والارضین مفہوم ہی تشبیہ نسبت ہی
جسکو تشبیہ مرکب کہئے تشبیہ مفرد بمفرد نہین ورنہ زمین کو آسمان سی کیا مناسبت اور کیا مشابہت
اور اگر ہو بھی کوئی مناسبت اور ظاہر ہی کہ کوئی نہین تو یہین کیا آیۃ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ
وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ مین بالیقین تشبیہ نسبت ہی اسلئے کہ کم سی کم اگر نفس عددین مماثلہ ہو گی تب
یہہ معنی ہونگے کہ اس مجموعے کے اجزا کو باعتبار کم منفصل اس مجموعہ سی وہ نسبت ہی جو اس
مجموعے کے اجزا کو اس مجموعے کے اجزا سی اور اہل فہم جانتے ہین کہ یہہ تاویل نہین کہ وہ ہینگا
دہینگی تشبیہ مفرد کو مرکب بنا لینا ہے بلکہ یون کہئے کہ تاویل مفرد بنا لیتے ہین وجہ اسکی یہہ
ہی کہ جملہ بتاویل مفرد ہو سکتا ہی پر مفرد مین تاویل جملہ ممکن نہین سو کیون نہین وجہ اسکی یہی
ہی کہ کثیر حقیقی کو تو بوسیلہ ہیئت اجتماعی واحد بنا سکتے ہین پر واحد حقیقی کو کسیطرح کثیر حقیقی
نہین بنا سکتے سو یہان دیکھہ لیجئے کہ کیا ہی واحد حقیقی ہی یا کثیر حقیقی نہ عددین وحدت ہی
نہ معدودین اور باعتبار ہیئت اجتماعی وحدت ہو بھی تو وہ مقصود بالذات بالارادہ
نہین البتہ عنوان مشبہ بہ اور عنوان مشبہ کہئے ورنہ اول تو مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ بعوض سَبْعَ
اَرَضِیْنَ فرماتے جسمین لفظ کم ہو جاتے معنی اتم ہو جاتے کنایہ سی بہرحال صراحت مین زیادہ وضاحت

ہوتی ہی باقی اس لفظ مین کوئی اور خوبی زیادہ نہین مبالغہ فی عدد السبع مقصود نہین جیسیون
ہی کہتی کہ الکنایۃ ابلغ من الصراحۃ سوا مماثلت فی العدد کہتی تو کلام از قبیل المعنی فی بطن الشاعر
ہوجاتی ذات و صفات کی بحث نہین کہ الفاظ مستقلہ مین سی سوا اس لفظ کے ادا معنی
مقصود مین کام نہ ہی ہان اگر مساوات فی المقادیر ہوتی تو البتہ یہہ محل اس لفظ کے لئی بہت
عمدہ تھا دوسری یہہ تشبیہ نسبت اور علاوہ شکلی اور مناسبتین و مماثلتین جو مذکور ہو چکین اسطرحسی
ہرگز برابر راست نہ آتین بالجملہ یہان تشبیہ نسبت مقصود بالذات ہی اور ظاہر ہی کہ تشبیہ نسبت
مین مشابہت اور مناسبت طرفین علاوہ نسبت مذکورہ ہرگز ضرور نہین بلکہ ممکن ہی کہ غایت درجہ
کا بون بعید ہو یہی وجہ ہی کہ خداتعالی اپنی ان نسبتونکو جو مخلوق کے ساتھہ حاصل ہین ان
نسبتونکے ساتھہ تشبیہ دیتا ہی جو مخلوق کو مخلوق کے ساتہہ ہوتی ہی مثلا فرماتے ہین
ضَرَبَ لَكُم مَّثَلًا مِّنْ أَنفُسِكُمْ هَل لَّكُم مِّن مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُم مِّن شُرَكَاءَ فِي مَا رَزَقْنَاكُمْ فَأَنتُمْ فِيهِ سَوَاءٌ تَخَافُونَهُمْ
كَخِيفَتِكُمْ أَنفُسَكُمْ یا فرماتے ہین اللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا
مِصْبَاحٌ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِن شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ
لَّا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُّورٌ عَلَىٰ نُورٍ علی ہذا القیاس اور
بہت جاتشبیہ نسبت مراد ہی تشبیہ مفرد نہین اور ان صورتین ہرگز کسیطرحکا تجوز ہی نہ کسی
طرحکی تاویل بلکہ جیسی دو دو ہیونکو چار دو ہیونکے ساتھہ وہ نسبت ہی جو دو پہاڑونکو
چار پہاڑونکے ساتھہ یا ہزار جوتونکو دو ہزار جوتونکے ساتھہ یا لوگارثم کے سلسلہ کو
اپنی مقابل کے سلسلہ کے ساتھہ یا مجذورات اعداد مرتبہ من الواحد الی غیر النہایہ
اعداد مرتبہ کے ساتھہ اور اس تشبیہ مین باوجودیکہ طرفین نسبتین مین کچھہ مناسبت
ہی نہین ہرگز کچھہ مجاز نہین بلکہ تشبیہ اپنی معنی حقیقی پر ہی ایسی ہی طرح آیۃ اللہ الذی

مین خیال فرمایئے اسقدر تو یقین ہو سکتا ہی کہ ترکیبات روحانی اور جسمانی بنی آدم اور
حیوانات ارضی وغیرہ کو ترکیبات روحانی و جسمانی ملائکہ افلاک کے ساتھہ وہی نسبت
ہو جو زمین کو فلک کے ساتھہ اور یہہ فرق کفر و اسلام نیرنگی تراکیب مختلفہ سے پیدا ہوا
ہو توضیح کی ضرورت ہی تو دیکھیے جیسے اجسام بنی آدم مین ترکیب عناصر ہی اور اس ترکیب
کو بوجہ مشاہدہ رطوبت یبوست حرارت برودت خواص اربعہ عناصر اربعہ دریافت کیا ہی
کیونکہ خاصہ کا وجود اپنی ملزوم اور مخصوص کے وجود پر دلالت کرتا ہی ایسے ہی اسیطرح خواص
اربعہ یون سمجھہ مین آتا ہی کہ ارواح بنی آدم مین بھی چار عنصر سے ترکیب ہی وہ خواص
اربعہ کیا ہین ایک تو مضمون استکبار تھوڑا بہت سب مین مشہود ہی دوسرا مضمون خواہش
تیسرا مضمون تاثر اور انفعال بھی قلیل کثیر سب مین ہی چوتھا استقلال علی ہذا القیاس
غصہ اور بیسبب حرکتی اور نرمی اور کسل بھی سب مین نظر آتی ہے علی ہذا القیاس مضمون
عصیان و انقیاد و نسیان و خطا بھی سب مین موجود ہی یہہ بارہ چیزین جو مذکور ہوئین انمین
جن چار کو تو آتش و باد و آب و خاک کے ساتھہ ایک مناسبت ہی اہل فہم خود سمجھہ لین گے
با اینہمہ جیسے اختلاف مقادیر عناصر سے فرق حرارت و برودت و رطوبت و یبوست افراد بنی
آدم پیدا ہوتا ہی ایسے ہی فرق مقادیر ملزومات خواص مذکورہ سے افراد روحانی مین عجیب
عجیب ترکیبین ظاہر ہوتی ہین جنمین سے ایک مزاج کفر یا اسلام بھی ہی مگر باوجود مناسبت
مذکورہ جو عناصر جسمانی اور عناصر روحانی مین مذکور ہوئی تراکیب روحانی مین تو کفر و اسلام
حاصل ہوتا ہی پر تراکیب جسمانی مین حاصل نہین ہوتا سو اسیطرح اگر تناسب بین الملائکہ و
بنی آدم محفوظ رہے اور یہان فرق کفر و اسلام نمایان ہو وہان نہو تو کونسی ایسی محال بات
[illegible] مشابہ ہو جیسے بالجملہ مماثلہ بین السما [illegible]

والارض بجمیع الوجوہ ہی اور یہہ فرق افرجہ ملائکہ رحمت و ملائکہ عذاب و ملائکہ جنت و ملائکہ
دوزخ و ملائکہ متعینہ نفخ ارواح و ملائکہ متعینہ قبض ارواح اس تناسب کی تصحیح کے لئے
کافی ہی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال جب ان اوہام کی مدافعت سے فراغت پائی تو مناسب یون
ہے کہ پہر اصل مطلب کیطرف رجوع کیجئے ناظران اوراق جب یہہ بات سمجہہ گئے ہین کہ
تشبیہ متضمن آیہ اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَہُنَّ تشبیہ نسبت ہی تشبیہ مفرد
نہین جو تساوی مقادیر اجرام و ما فیہا لازم آئی تو یہہ بات بہی سمجہہ مین آگئی ہوگی کہ
اگر بطور تشبیہ یون کہا جای کہ فرد اکمل فلک ہفتم کو افراد باقیہ فلک مذکور کے ساتہہ وہ
نسبت ہی جو فرد اکمل فلک ششم کو اوسکی افراد باقیہ کے ساتہہ یا فرد اکمل زمین ہذا
یعنی خاتم النبیین صلعم کو فرد اکمل زمین دوم سے اسیطرح تشبیہ دین اور مراد یہہ ہو کہ آپکو
حضرت آدم حضرت نوح حضرت ابراہیم حضرت موسی حضرت عیسی علیہم السلام کے ساتہہ
مثلا وہ نسبت ہی جو فرد اکمل زمین دوم کو حضرت آدم وغیرہم علیہم السلام کے مقابل کے
افراد زمین دوم کے ساتہہ اور اسیطرح اور افلاک اور اراضی باقیہ مین سمجہہ لو تو محبان
نبوی صلعم جو فہم خداداد بہی رکہتے ہین مثال تو کیا ہونگی برضا و رغبت اسمضمون کو قبول
کرینگے کیونکہ قطع نظر اشارہ حسن انتظام خداوندی اور دلالت آیۃ اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ
سَمٰوَاتٍ الخ اسصورت مین عظمت شان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کسقدر ہی اگر ہفت زمین کو بطور
مذکور بترتیب فوق و تحت مانئے تو پہر عظمت شان محمدی نسبت اسقدر عظمت کے جو درصورت
تسلیم اراضی ہفتگانہ بطور مذکور لازم آتی تہی چہہ گنی کم ہو جاینگی ظاہر ہی کہ بادشاہ
ہفت اقلیم کو اگر کوئی نادان فقط اسی اقلیم کا بادشاہ سمجہے جسمین وہ رونق افروز ہی
تو یون کہو اوسکی عظمت کے چہہ حصے گہٹا دئے فقط ایک ہی پر قناعت کی غرض خاتم ہونا

ایسا امر اضافی ہو نے مضاف الیہ متحقق نہین ہو سکتا سو جسقدر اسکی مضاف الیہ ہو نگے
اوسیقدر خاتمیت کو افزایش ہوگی جیسے بادشاہت ایک امر اضافی ہے محکومون اور رعیت
کی افزایش پر اوسکی ترقی اور عظمت موقوف ہے مگر ہان کوئی نادان آجکل کی نوابونکو دیکھکر دہوکا
کہا ئے اور کہے کہ جیسے آجکل کے نواب بنے ملک نواب ہین ایسی ہی آنحضرت صلعم کی خاتمیت
اور انبیاء کی محتاج نہین جو اوسکی ترقی اور افزایش کے لئے نبیونکی تکثر کی ضرورت ہو بالجملہ
کوئی نادان یا کوئی منافق ایسی باتونکی تسلیم مین متامل ہو تو ہو اہل فہم اور اہل محبت کو
تو تامل نہین ہو سکتا ہان بوجہ عدم ثبوت قطعی کسیکو تکلیف عقیدہ دے سکتے ہین نہ کسیکو
بوجہ انکار کافر کہہ سکتے ہین کیونکہ اس قسم کے استنباط امت کے حق مین مفید یقین نہین ہو سکتے احتمال خطا
باقی رہتا ہے البتہ تصریحات قطعی الثبوت ہون تو پہر تکلیف مذکور اور تکفیر مسطور دونو بجا سو یہان
ایسی تصریحات درجہ قطعیت کو نہین پونہچی یعنی نہ کلام اللہ مین ایسی تصریح ہے نہ کسی حدیث
متواتر مین البتہ حضرت عبداللہ بن عباس رض سے ایک اثر منقول ہے جو درجہ تواتر تک نہین
پونہچا نہ اوسکی مضمون پر اجماع منعقد ہوا اسلئے تکلیف اعتقاد اور تکفیر منکران تو مناسب
نہین پر ایسے آثار کا انکار خصوصاً جبکہ اشارت کلام ربانی بہی اوسیطرف ہو خالی ابتداع
سے نہین ایسی باتونکا منکر پورا اہل سنت وجماعت تو نہین کیونکہ ائمہ حدیث نے اسکی
تصحیح کی ہے اور جنہے اسکو شاذ کہا ہے جیسے امام بیہقی تو اونہون نے صحیح کہکر شاذ کہا ہے اور
اسطرح سے شاذ کہنا مطاعن حدیث مین سے نہین سمجہا جاتا کما قال السید الشریف فی رسالتہ
فی اصول الحدیث قال الشافعی الشاذ ما رواہ الثقۃ مخالفا لما رواہ الناس قال ابن
الصلاح فیہ تفصیل فما خالف مفردہ احفظ منہ واضبط فشاذ مردود وان لم یخالف وہو
عدل ضابط فصحیح وان رواہ غیر ضابط لکن لا یبعد عن درجۃ الضابط فحسن وان بعد فمنکر

اس سے صاف ظاہر ہے کہ شاذ کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ روایۃ ثقہ مخالف روایت
ثقات ہو دوسرے یہ کہ اسکا راوی فقط ایک ہی ثقہ ہو سو باینمعنی اخیر منجملہ اقسام صحیح
ہے نہ قسیم صحیح چنانچہ شیخ عبدالحق دہلوی فرماتے ہیں قال الشیخ عبدالحق المحدث الدہلوی
فی رسالۃ اصول الحدیث التی طبعہا مولانا احمد علی فی اول المشکوۃ المطبوعۃ بعض
الناس یفسرون الشاذ بمفرد الراوی من غیر اعتبار مخالفۃ الثقات کما سبق ویقولون
صحیح شاذ وصحیح غیر شاذ فالشذوذ بہذا المعنی ایضاً لاینافی الصحۃ کالغرابۃ والذی یذکر
فی مقام الطعن ہو مخالف الثقات انتہی یہ عبارت بعینہ وہی کہتی ہے جو میں نے عرض کیا
سو لفظ شاذ سے کوئی صاحب دہوکا نکہائیں اور یہ نہ سمجہیں کہ جب اثر مذکور شاذ ہوا تو
صحیح کیونکر ہو سکتا ہے وہ شذوذ جو قادح صحت ہے بمعنی مخالفت ثقات ہے چنانچہ سید شریف
ہی رسالہ مذکور میں تعریف صحیح میں یہہ فرماتے ہیں ہو ما اتصل سندہ بنقل العدل الضابط
عن مثلہ وسلم عن شذوذ وعلۃ ونعنی بالمتصل ما لم یکن مقطوعاً بای وجہ کان و
بالعدل من لم یکن مستور العدالۃ ولا مجروحاً وبالضابط من یکون حافظاً متیقظاً و
بالشذوذ ما یرویہ الثقۃ مخالفاً لما یرویہ الناس وبالعلۃ ما فیہ اسباب خفیۃ غامضۃ
قادحۃ اس تقریر سے اہل علم پر روشن ہو گیا ہوگا کہ شذوذ بمعنی مخالفت ثقات مراد
نہیں کیونکہ شذوذ بمعنی مخالفت ثقات صحت کے لئے مضاد ہے جو حدیث باینمعنی شاذ
ہے وہ صحیح نہیں ہو سکتی باینہمہ مخالفت وعدم مخالفت کا عقدہ بہی تقریر گذشتہ سے
کہل گیا اگر اثر حضرت عبداللہ بن عباس مخالف تہا تو جملہ خاتم النبیین کے مخالف
تہا یا اُن احادیث کے معارض تہا جو مبین ومفسر معنی خاتم النبیین ہیں سو بعد
مطالعہ تقریر گذشتہ اہل فہم کو تو انشاء اللہ کچہہ تردد نہ رہیگا کہ اثر مذکور مؤید

مثبت معنی خاتم النبیین ہی نہ مخالف بلکہ اثر مذکور کا غلط ہونا البتہ ثبوت خاتمیت
مین بہت قادح ہے اور کیون نہو در صورت انکار اثر معلوم خاتمیت کے سات حصون
مین سے ایک ہی حصہ باقی رہجاتا ہی اسصورتمین مدعیان محبت نبوی کی ہمکو یہہ توقع ہی کہ
جیسا اِس اثر کا انکار کرتے تھے اب اُتنا ہی اقرار کرین بلکہ اُس سے بھی بڑہکر انکار مین تو
تکذیب رسول اللہ صلعم کا کھٹکا بھی تھا اقرار مین تو کچھہ اندیشہ ہی نہین بلکہ سات
زمینونکی جگہہ اگر لاکھہ دو لاکھہ اوپر نیچے اِسیطرح اور زمینین تسلیم کرلین تو مین ذمہ
کش ہون کہ انکار سے زیادہ اِس اقرار مین کچھہ دقت نہوگی نہ کسی آیہ کا تعارض نہ کسی
حدیث سے ہمچار ضد رہا اثر معلوم اُسمین سات سے زیادہ کی نفی نہین سو جب انکار اثر
مذکور مین باوجود تصحیح ائمہ حدیث کچھہ جرأت ہی تو اقرار اراضی زائدہ از سبع مین تو
کچھہ ڈر ہی نہین علاوہ برین برتقدیر خاتمیت زمانی انکار اثر مذکور مین قدر نبوی صلعم
مین کچھہ افزائش نہین ظاہر ہی کہ اگر ایک شہر آباد ہو اور اُسکا ایک شخص حاکم ہو یا سب
مین افضل تو بعد اسکے کہ اُس شہر کی برابر دوسرا ایسا ہی شہر آباد کیا جاوے اور اُسمین
بھی ایسا ہی ایک حاکم ہو یا سب مین افضل تو اِس شہر کی آبادی اور اوسکی حاکم کی
حکومت یا اوسکے فرد افضل کی افضلیت سے حاکم یا افضل شہر اول کی حکومت یا افضلیت
مین کچھہ کمی نہ آجائیگی اور اگر در صورت تسلیم اور چھہ زمینونکے وہانکے آدم و نوح
وغیرہم علیہم السلام یہانکے آدم و نوح علیہم السلام وغیرہم سے زمانہ سابق مین ہون
تو باوجود مماثلت کلی بھی آپکی خاتمیت زمانی سے انکار نہوسکیگا جو وہان کے
محمد صلعم کے مساوات مین کچھہ حجت کیجئے ہان اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی
بوصف نبوت لیجئے جیسا اِس ہیچمدان نے عرض کیا ہی تو پھر سوا رسول اللہ صلعم

اور کسیکو افراد مقصودہ بالخلق مین سے مماثل نبوی صلعم نہین کہہ سکتی بلکہ اس صورت مین
فقط انبیاء کی افراد خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہوگی افراد مقدرہ پر بھی آپکی
افضلیت ثابت ہو جائیگی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر
بھی خاتمیت محمدی مین کچھہ فرق نہ آئیگا چہ جائیکہ آپکے معاصر کسی اور زمین مین یا فرض
کیجئے اسی زمین مین کوئی اور نبی تجویز کیا جاے بالجملہ ثبوت اثر مذکور دونا مثبت خاتمیت
ہے معارض و مخالف خاتم النبیین نہین جو یون کہا جاے کہ یہہ اثر شاذ بمعنی مخالف
روایۃ ثقات ہے اور اس سے یہہ بھی واضح ہوگیا ہوگا کہ حسب مزعوم منکران اثر اس اثر
مین کوئی علت غامضہ بھی نہین جو اسی راہ سے انکار صحت کیجئے کیونکہ اول تو امام بیہقی رحمہ
کا اس اثر کی نسبت صحیح کہنا ہی اسبات کی دلیل ہے کہ اسمین کوئی علت غامضہ خفیہ قادحہ
فی الصحۃ نہین دوسرے شذوذ تھا تو یہی تھا کہ مخالف جملہ خاتم النبیین ہے اور علت تھی تب
بھی یہی تھی اگر اور کوئی آیہ یا حدیث ایسی ہوتی جس سے سات سے کم زیادہ زمینونکا ہونا یا انبیا کا
کم و بیش یا نہونا ثابت ہوتا تو کہہ سکتے تھے کہ وجہ شذوذ یہہ ہے مگر آجتک نہ کسی نے ایسی
آیہ و حدیث سُنی نہ مدعیون نے پیش کی علی ہذا القیاس مضمون علت قادحہ کو خیال
فرمائیے آجتک سوا مخالفت مضمون مذکور کسی نے کوئی وجہہ قادح فی الاثر المذکور پیش
نہین کی اور فقط احتمال بیدلیل اسبابین کافی نہین ورنہ بخاری و مسلم کی حدیثین بھی اس
حساب سے شاذ و معلل ہو جائینگی اور نیز یہہ بھی واضح ہوگیا ہوگا کہ تاویل کہ یہہ اثر اسرائیلیات سے
ماخوذ ہے یا انبیاء ارضی یا تحت سے مبلغان احکام مراد ہین ہرگز قابل التفات نہین وجہ اسکی
یہہ ہے کہ باعث تاویلات مذکورہ فقط یہی مخالفت خاتمیت تھی جب مخالفت ہی نہین تو
ایسی تاویلین کیون کیجئے جنکو مدلول معنی مطابقی سے کچھہ علاقہ ہی نہین باقی رہی یہہ بات کہ

بڑونکی تاویل کو نمانیے تو انکی تحقیر نعوذ باللہ لازم آئیگی یہہ انہین لوگونکے خیال مین آسکتی
ہی جو بڑونکی بات فقط ازراہ بے ادبی نہین مانا کرتے ایسے لوگ اگر ایسا سمجھین تو بجا ہی
المرء یقیس علی نفسہ اپنا یہہ وتیرہ نہین نقصان شان اور چیز ہی اور خطا و نسیان اور چیز
اگر بوجہ کم التفاتی بڑونکا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو انکی شان مین کیا نقصان آگیا
اور کسی طفل نادان نے کوئی ٹھکانے کی بات کہدی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہوگیا
؎ گاہ باشد کہ کودک نادان * بغلط برہدف زند تیری * ہان بعد وضوح حق اگر فقط
اسوجہ سے کہ یہہ بات مین نے کہی اور وہ اگلے کہہ گئے تھے میری نمانین اور وہ پرانی بات گاتی
جائین تو قطع نظر اسکے کہ قانون محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہہ بات بہت بعید ہی پہر اسسے بہی
اپنی عقل و فہم کی خوبی پر گواہی دیتی ہی بہر حال یہہ اثر اگرچہ بظاہر موقوف ہی مگر حکمی
مرفوع ہی اسلئے کہ صحابی کا بطور جزم ان امور کا بیان کرنا جنمین عقل کو دخل نہو اہل حدیث
کے نزدیک مرفوع ہوتا ہی وجہ اسکی یہہ ہی کہ صحابہ سبکے سب عدول اور پہر عدول
بہی اول درجہ کے تقوی مین ایسے کہ اور کسی سے انکی ریس نہین ہو سکتی پہر یہہ کیسے
ہو سکتا ہی کہ عمدًا جہوٹ بولین اور وہ بہی دین کے مقدمہ مین ہان بطور احتمال ایسا
استنباط مین ہوا کرتا ہی ایسی باتونمین جنمین عقل کو بدرا غلبت ہی دخل نہو یہہ احتمال کب ممکن
ہی بلکہ واقع اور اوسپر کیا تمام اکابر سے یہہ بات منقول ہی مگر اثر مذکور کا بطور جزم ہونا
اور مضمون مذکور کا عقلیات مین سے نہونا ظاہر و باہر ہی سو جب اثر مذکور مرفوع ہوا
اور سند اوسکی صحیح آیۃ مذکور اوسکی مؤید محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اسکی طرف مائل
حسن انتظام جو مرفوع مین مشہور ہی اوسپر شاہد عظمت قدرت اسپر دال پہر بہی انکار کیا
جاتی تو بجز اسکے کیا کہا جاتی کہ امثال روافض و خوارج و اہل اعتزال ایسی باتین

تاویلین کین اور احادیث مصرحہ مضامین مذکورہ کو تسلیم نکیا بلکہ تکذیب سے پیش آئے سو
جیسے آیات مذکورہ کی تاویلون اور احادیث مذکورہ کی تکذیبون کے باعث اہل حق
نے انکو دائرہ اہل سنت وجماعت سے خارج سمجھا ایسے ہی منکر اثر مذکور کو بھی سمجھنا چاہیے
اتنا فرق ہے کہ احادیث رؤیت وغیرہ اثر مذکور سے صحت مین اقوی تھین اور آیات مذکورہ
دلالۃ مذکورہ مین آیۃ اللہ الذی خلق سبع سموات سے جو اطلاق مماثلت پر دلالت کرتی ہے
زیادہ ہے اسلئے وہ بڑی بدعتی ہونگے یہہ چھوٹے مگر ہرچہ بادا باد سنی ہونا دونونکا معلوم
خاصکر جب یہہ دیکھا جائے کہ اگر آیات رؤیت کی دلالت آیہ اللہ الذی کی دلالت سے
زیادہ واضح اور احادیث رؤیت وغیرہ کی صحت اثر مذکور کی صحت سے زیادہ قوی ہوئی تو کیا ہوا
جیسے یہہ فرق ہے ایسے ہی یہہ فرق ہے مزاحمت خیالات عقلی مین قصہ اولٰی ہی یعنی رویت وغیرہ کے
تسلیم کرنے سے بظاہر قوی قوی دلائل مانع ہین اور ہر زمین مین آدم و نوح وغیرہم
علیہم السلام کے تسلیم کرنے سے کوئی دلیل مانع نہین باقی خیالات اہل ہیئت اگر مزاحم
تصدیق اصل اراضی ہفت گانہ ہی ہے چہ جائیکہ وجود انبیاء مذکورین تو اول تو اسباب مین
تنہا اثر مذکور ہی نہین بلکہ آیۃ مذکورہ بھی اسباب مین قریب نص کے ہے دوسرے وہ حدیث جو بروایت
ابی ہریرہ رضی بحوالہ مشکوۃ بلفظہ اوپر منقول ہو چکی اوسکی معاضد ادہر خیالات اہل ہیئت
ظنی خود اہل ہیئت اوسکے ظنی ہونے کے قائل اور اونکی دلائل کا انی ہونا ظاہر سوا اگر
کسی وہمی کو یہہ وہم فتنہ انگیز بھی ہو کہ بصورتیکہ افلاک باہم متصل نرہین گے مرکز زمین مرکز
عالم پر منطبق نرہیگا تو اوسکو اتنا کہدینا چاہیے کہ خیالات جو ہزار طرح سے صحیح ہو سکتی ہین یا نہین
احتمالات پر جو مذکور ہوئی موقوف نہون معارض قول مخبر صادق نہین ہو سکتی اگر اطمینان

منظور ہی تو دیکھہ لیجی بطلیموسی کیا کہتی ہین اور فیثاغورسی کیا یونانی کیا بکتے ہین اور انگریز
کیا با اینہمہ حساب طلوع و غروب و خسوف و کسوف و صیف و شتا وغیرہ سب برابر صحیح
جب باہم اہل ہیئت ہی مین یہہ اختلاف ہی اور مقصد برابر حاصل تو پہر ان خیالات کے
بہروسی انکار اقوال مخبر صادق کرنا نہایت نازیبا ہی اہل ہیئت مجسمہ جو شمس و قمر وغیرہ کو
متحرک مانتی ہین اور زمین کو ساکن آخر بضرورت تصحیح حساب حرکات اکثر افلاک مین خارج
المرکز مانتی ہین اور جو برعکس کہتے ہین وہ زمین کے مدار کو بیضوی کہتے ہین سو اگر ہمارا
شارع مخبر صادق زمین کو خارج المرکز کہلیا تو کیا گناہ ہی بلکہ اسطرف خارج المرکز مانئی
اور اسطرف خروج مرکز مان لیجی تو بعد ضم بعض مقدمات جب بہی تصحیح حساب مذکور ممکن ہی
اتنا فرق ہی کہ کسی نی یون ہی اٹکل کے تیر مارے کسی نی دیکہنے والون کی زبانی کہا خیر
یہہ بات دور جا پڑی اثر مذکور کے الفاظ اسکے قریب قریب ہین فی کل ارض آدم کآدمکم
ونوح کنوحکم وابراہیم کابراہیمکم وعیسی کعیساکم ونبی کنبیکم جملہ اخیر
ہی صاف روشن ہی کہ تشبیہ فی التسمیہ مراد نہین تشبیہ فی المرتبہ مراد ہی سو آدم کآدمکم الخ
نام لیکر تشبیہ دینی ایسی ہی جیسی عربی مین کہا کرتے ہین لکل فرعون موسی یا اردو مین
کہتے ہین فلانی کا باوا آدم ہی نرالا ہی غرض جیسی یہان نام مذکور ہی اور غرض مرتبہ
مقام سمجہی ہی ایسی ہی اثر مذکور مین بہی خیال فرمائیے کہ تشبیہ فی المرتبہ یعنی فی النبوۃ
مراد ہی فقط تشبیہ فی التسمیہ مراد نہین ہان کمال مماثلت اسبات کو مقتضی ہی کہ وہان بہی
یہی نام ہون اور شاید یہی وجہہ ہی کہ نام کو ذکر کیا غرض جملہ اخیرہ مین تشبیہ فی النبوۃ
دیکہ اور پہلے جملو مین اسما کا ذکر کرکے شاید اس جانب اشارہ کیا ہو کہ جیسی مقامات
افراد اراضی سافلہ مقامات افراد اراضی عالیہ ہین ایسی ہی توافق فی الاسم بہی ہے

واللہ اعلم و علمہ اتم و احکم بعد اِس تفصیل کے بطور خلاصہ تقریر و فذلکہ دلائل یہہ عرض
ہے کہ ہر زمین مین اُس زمین کے انبیا کا خاتم ہی پر ہمارے رسول مقبول صلعم اُن
سبکے خاتم آپ کو اونکے ساتھہ وہ نسبت ہی جو بادشاہ ہفت اقلیم کو بادشاہان
اقالیم خاصہ کے ساتھہ نسبت ہوتی ہی جیسے ہر اقلیم کی حکومت اُس اقلیم کے بادشاہ پر
اختتام پاتی ہی چنانچہ اسیوجہ سی اُسکو بادشاہ کہا آخر بادشاہ وہی ہوتا ہی جو سبکا
حاکم ہوتا ہی ایسی ہی ہر زمین کی حکومت نبوت اُس زمین کے خاتم پر ختم ہو جاتی ہی
پر جیسے ہر اقلیم کا بادشاہ باوجودیکہ بادشاہ ہی پھر بادشاہ ہفت اقلیم کا محکوم ہے
ایسی ہی ہر زمین کا خاتم اگرچہ خاتم ہے پر ہمارے خاتم النبیین کا تابع جیسے بادشاہ
ہفت اقلیم کی عزت اور عظمت اپنی اوس اقلیم کی رعیت پر حاکم ہونے سی جسمین
خود مقیم ہے اتنی نہین سمجھی جاتی جتنی بادشاہان اقالیم باقیہ پر حاکم ہونے سی سمجھی جاتی ہے
ایسی ہی رسول اللہ صلعم کی عزت اور عظمت فقط اِس زمین کے انبیاء کے خاتم ہونے
سے نہین سمجھی جاسکتی جتنی خاتمین اراضی سافلہ کے خاتم ہونے سی سمجھی جاتی ہی مگر تعجب
آتا ہی آجکل کے مسلمانون سی کہ کس تشدد سی اور خاتمون بلکہ خود زمینون سی انکار
کرتے ہین تسپر ماننے والون پر کفر کے فتوی دیتے ہین یا سُنّی نہونیکا اتہام کرتے ہین یہہ وہی
مثل ہوئی کہ نکٹون نے ناک والون کو نکو کہا تھا خلاصۂ مکنون خاطر
منکرین اِسصورت مین یہہ ہوگا کہ رسول اللہ صلعم کو اتنا عظیم الشان مت سمجھو کافر ہو جاؤگے
رسول اللہ صلعم سی اتنی محبت نکرو دیکھو سنی نرہوگی سو اگر یہی کفر و اسلام اور یہی بدعت و سنت
ہی تو اسلام سی کفر بہتر ہی اور سنت سی بدعت افضل امام شافعی نے اُن لوگون کے مقابلہ
مین جو محبت اہل بیت بوجہ غلو رفض سمجھتے تھے یون فرمایا تھا شعر ان کان رفضاً حب

ال محمدؐ ٭ فلیشہد الثقلان انی رافضی ٭ ہم ان صاحبون کے مقابلہ مین جو رسول اللّٰہ
صلعم کی اسقدر ازدیاد قدر سے کہ آنکے خیال سے سات گنی ہوجاے یہہ برا مانتے ہین کہ قائلین
ازدیاد قدر کو کافر یا خارج از مذہب اہل سنت سمجھتے ہین اِس شعر کو بدلکر یون پڑھتے
ہین ۔ ان کان کفراً حب قدر محمدؐ ٭ فلیشہد الثقلان انی کافر ٭ یہہ تو خلاصہ مطلب تھا
اب خلاصہ دلائل بھی سُنئے کہ دربارہ وصف نبوت فقط اسی زمین کے انبیا علیہم السلام
ہمارے خاتم النبیین صلی اللّٰہ علیہ وسلم سے اسطرح مستفید و مستفیض نہین جیسے آفتاب سے
قمر و کواکب باقیہ بلکہ اور زمینون کے خاتم النبیین بھی آپ سے اسیطرح مستفید و مستفیض
ہین مگر یہہ بات سات زمینون کے ہونے اور ہر زمین مین انبیا کے ہونے پر اور پہر ان
انبیا کے وصف نبوت مین معروض اور آپکے واسطہ فے العروض ہونے پر موقوف
ہے جبتک یہہ بات ثابت نہو تب تک ثبوت مطلب متصور نہین سو سات زمین کے ہونے
پر ایک تو آیۃ اللّٰہ الذی خلق سبع سموات دوسری حدیث مسطورہ جسکو مین اولہ
الی آخرہ نقل کر چکا ہون اور بعد ظہور توافق آیہ و حدیث اسباب مین اُن تفسیرونکا
قول جنھون نے سبع ارضین سے سبع اقالیم مراد لی ہین یا ہفت طبقات زمین واحد تجویز
کئے ہین معتبر نہین ہوسکتا خاصکر اہل فہم کے نزدیک کیونکہ آیہ مذکورہ ہی لی بعینیت
و معیتہ حدیث مسطور تعدد اراضی پر اور وہ بھی بقدر ہفت ایسی صاف دلالت کرتی
ہے جیسے آسمانونکے سات ہونے پر لفظ سبع سموات جیسے سبع سموات کے معنی مین
کسی نے یہہ نہین کہا کہ سات ٹکڑے ہین یا سات برج مثلاً یا سات طبقے ایک
آسمان کے ہین ایسے ہی یہان یہہ خیال باطل نہ باندھنا چاہئے اور ہر زمین مین انبیا
ہونے کی دلیل ہی قطع نظر اُس ثبوت کے جو اوپر مرقوم ہوا بدستور مضمون سابق ایک آیۃ ہے

اور ایک حدیث آیہ تو یہی اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ
بَيْنَهُنَّ اور حدیث وہ اثر حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جسکی طرف اوپر اشارہ
گذرا دلالت اثر تو ظاہر ہی پر دلالت آیہ مین البتہ اتنی تفصیل نہین سو یہہ اسی پر کیا موقوف
ہی اکثر آیات اسیطرح اپنے مطالب پر دلالت کرتے ہین وجہ اسکی یہہ ہی کہ مَا قَلَّ وَكَفٰى خَيْرٌ
مِمَّا كَثُرَ وَاَلْهٰى یا مَا قَلَّ وَدَلَّ خَيْرٌ مِمَّا كَثُرَ وَاَمَلَّ سو تمام آیات مین یہی ہی کہ الفاظ قلیل اور معانی کثیر
لیکن فہم ہو تو جتنا پورا پورا بیان مطالب کلام اللہ کے الفاظ مین ہوتا ہی وتنا اور الفاظ
اور بیانات تو درکنار الفاظ حدیث مین بھی نہین پر تھوڑے سی الفاظ مین مطالب کثیرہ
جو مجتمع ہو جاتے ہین اور ایک دوسرے سے باعتبار الفاظ جدی نہین ہوتے یعنی ہر ایک مطلب
کے لئے جدا لفظ نہین ہوتا اسلئے ہم سے جاہلونکو بسا اوقات معلوم نہین ہوتی ہان بدلالت
شرح صحیح جو احادیث صحیحہ نبوی صلعم ہین البتہ بڑی بڑی مطالب تھوڑے تھوڑے الفاظ سے
نکل آتے ہین غرض احادیث نبوی صلعم قران کی اول تفسیر ہو اور کیون نہو کلام اللہ کی
شان مین خود فرماتے ہین وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ جب کلام اللہ مین سب کچھہ
ہوا یعنی ہر چیز بالاجمال مذکور ہوئی تو اب احادیث مین بجز تفسیر قرانی اور کیا ہوگا اور یہہ بھی ظاہر
ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر قرآن دان بھی کوئی نہین ہوا اسصورت مین جو کچھہ
رسول اللہ صلعم نے فرمایا وہی صحیح ہوگا اگر آپکی طرف کوئی قول منسوب ہو اور عقل کے مخالف
نہو تو گو باعتبار سند اتنا قوی نہو جیسی ہوا کرتی ہین تب بھی اور مفسرین کے احتمالون سے تو
زیادہ ہی سمجھنا چاہئے اسلئے کہ اقوال مفسرین کی سند بھی تو اس درجہ کی کہین کہین ملتی ہی
پھر اونکی فہم کا چندان اعتبار نہین ہو سکتا ہی کہ اونسے خطا ہوئی ہو تو پھر جب باعتبار سند
بھی برابر ہوئی اور ایک آپکا قول ہو دوسرا کسی دوسرے کا تو بیشک آپ ہی کا قول مقدم

سمجھا جائیگا اور اگر سند بھی حسب قانون اصول حدیث اچھی ہو تو پھر تو تامل کا کام ہی
نہین سو دیکھیو لفظ یتنزل کے اگر یہہ معنی بیان کئی جائین کہ نزول امر و نواہی ورزول
وحی ہوتا ہی اور اثر مذکور کو اوسکی شرح کہی جاوی تو بایں وجہ کہ بالمعنی مرفوع ہے اور
باعتبار سند صحیح ہے بے شک تسلیم ہی کرنا پڑیگا بلکہ یہہ قصہ ایسا ہو جائیگا جیسے کسی اندھے
کی آنکھہ بناکر اُس سے پوچھین آفتاب کہان ہی اور وہ ٹھیک بتلائی اور آفتاب کو دیکھکر
اوسکو چہینک آئی تو جیسے آفتاب کا اُسجا پر ہونا اوسکی بینا ہو جانے پر شاہد اور اسکا بینا
ہو جانا آفتاب کے اُسجگہہ ہونے پر ایسی ہی آیہ تو اثر مذکور کی مصدق ہی اور اثر مذکور آیۃ
کی مصدق اسپر مجکو ایک نقل یاد آئی **نقل** حضرت جنیدؒ کے کسی مرید کا رنگ یکایک
متغیر ہو گیا آپ نے سبب پوچھا تو بروی مکاشفہ اوسنے یہہ کہا کہ اپنی مان کو دوزخ
مین دیکھتا ہون حضرت جنیدؒ نے ایک لاکھہ یا پچھتر ہزار بار کبھی کلمہ پڑہا تھا یون سمجھکر
کہ بعض روایتون مین اسقدر کلمہ کے ثواب پر وعدہ مغفرت ہی اپنے جی ہی جی مین اُس مرید
کی مان کو بخشدیا اور اوسکو اطلاع نکی مگر بخشتے ہی کیا دیکھتے ہین کہ وہ جوان ہشاش
بشاش ہی آپ نے پھر سبب پوچھا اوسنے عرض کیا کہ اب اپنی والدہ کو جنت مین دیکھتا ہون
سو آپ نے اسپر یہہ فرمایا کہ اس جوان کے مکاشفہ کی صحت تو مجکو حدیث معلوم سے معلوم
ہوئی اور حدیث کی تصحیح اوسکی مکاشفہ سے ہو گئی سو ایسی ہی یہان بھی سمجھئے کہ آیت مذکور تفسیر
مشار الیہ تو اثر مذکور کی موید اور اثر مذکور تفسیر مذکور کے موافق بالجملہ قوی احتمال اس آیت
مین نزول وحی ہوتا ہی پھر بینہن کی ضمیر یا تو فقط ارض مع مثلہن کیطرف راجع ہو گی اور
بوجہ قرب اسطرف زیادہ دھیان جاتا ہی یا سموات اور ارض مع مثلہن سبکی طرف
بہر حال مطلب یہی ہوگا سو نزول امر بین السموات تو حدیث ترمذی سے جسکی طرف ہم اشارہ

کر چکے ہین معلوم ہو چکا اور یہان اِس آیہ اور اُس اثر سی معلوم ہوتا ہی اور ظاہر ہی کہ اِس نزول
امر کو نبوت لازم ہی غایۃ مافی الباب ملائکہ کو حسب اصطلاح نبی نکہو پر نبوت بمعنی نزول اوامر ہر حال
ثابت ہی اور یہہ بات پہلے ثابت ہو چکی کہ یہہ زمین سب زمینون سی اوپر ہی اور زمینین اوپر تلی
اسکے تلے واقع ہین اور نزول اوپر سی کسی چیز کے جانیکو کہتے ہین اِس صورت مین نزول امر ادہر کی
اُدہر کو ہوگا تاکہ مضمون بینہن متحقق ہو کیونکہ اگر نزول احکام الہی اراضی باقیہ مین ہوا طرف
حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم ہوا کرتا تو در صورتیکہ مرجع ضمیر جمع مذکور ہین ارضین
بہی داخل ہون تو یون نفرماتے بلکہ یتنزل الامر فیہن یا علیہن فرماتے واللہ اعلم باقی اِسکی
تصحیح مین بیہودہ تاویلین جیب گرشتے ہیے جو معنی متبادر کے لینے مین کچہہ وقت ہو بلکہ انصاف سی
دیکہئے تو معنی حقیقی یہی ہین کہ ادہر سی ادہر کو نزول سمجہا جاے اور وحی مذکور بواسطہ محمد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیچے کے انبیا کو اِسطرح پہونچی جیسی حکام کے احکام ملازمان بالادست
کے واسطہ سی ملازمان ماتحت کو پہونچتی ہین اور وہ مضمون عُلمتُ علمَ الاولین والآخرین
نسبت انبیاء ماتحت اِسطرح سے راست ہو کہ اول آپکو وحی آئی اور پہر ملائکہ کیواسطہ سی اُنکو پہونچی
اور یہہ نہین تو نہ سہی مجرد حصول جمیع علوم ہی کافی ہی یون ہو یا جیسی علوم انبیاء زمین تہا
حاصل ہو ہی باقی رہا آپکا وصف نبوت مین واسطہ فی العروض اور موصوف بالذات ہونا اور
انبیاء ماتحت علیہم السلام کا آپکے فیض کا معروض اور موصوف بالعرض ہونا وہ تحقیق معنی
خاتمیت پر موقوف ہی جسکی شرح و بسط کا مبتغی اوپر کر چکا ہون اب یہہ گذارش ہی کہ مضامین
سابقہ کو فرادی فرادی اگر دیکہئے تو عجب نہین کہ بعضے حجتی لا امتی تسلیم مین کچہہ حیلہ و حجت کرین
اور بعضے نامعقول معقولی باین خیال کہ اکثر استدلالات مذکورہ اِتفاقی ہین ہو گیا اعتبار تکرار سی
پیش آئین پر اہل فطانت و فراست اور اہل حدس سی تو یون امید ہی کہ جیسی اختلاف مشکلات

کو دیکھکر بعد ملاحظہ قرب و بعد باہمی و لحاظ کرویت ارض و سما یہہ سمجہی کہ نور قمر نور آفتاب سے
مستفید ہی ایسے ہی بعد لحاظ مضامین مسطورہ فرق مراتب انبیاء کو دیکھکر یہہ سمجہین کہ کمالات انبیاء
سابق اور انبیاء ماتحت کمالات محمدی سے صلی اللہ علیہ وسلم مستفاد ہین اور جیسے اختلاف تشکلات
وغیرہ تنہا تنہا دلالت مطلوب معلوم مین کافی نہین اسیطرح مضامین مذکورہ فرادی فرادی گو کسی
بدفہم کو کافی نمعلوم ہون پر سب ملکر لاریب مضمون معلوم پر اتنی تو دلالت ضرور کرتی ہین جتنی اختلاف تشکلات
نور وغیرہ استفادہ مذکور پر یا یون کہئے جیسے بہت عوارض عامہ سے ملکر ایک خاصہ مطلق پیدا ہوجاتا
ہی اور خاصہ بنجاتا ہی چنانچہ رستم باقص ایسا عوجی کے دیکہنے سے ظاہر ہی ایسے ہی دلائل مذکورہ اگر
کسیکی نظروں مین تنہا تنہا عام بھی ہون تو سب ملکر مطلوب مذکور کے مساوی ہی ہوجاتے ہین
مگر یہہ بات بطور تنزل و حزم و احتیاط معروض تہی ورنہ نظر غایر اور فکر صائب اور طبع سلیم اور
ذہن مستقیم اور عقل وقاد اور قلب ذکی تو سب امور مذکورہ منجملہ خواص ختم نبوت مطلق ہین قلت
فرصت و کثرت مشاغل و تقاضاء سائل نہوتا تو انشاء اللہ اس دعوی کے ثبوت اجمالی کو
مفصل لکھتا سو جیسے دہوپ کو دیکھکر آفتاب کے طلوع مین اور دہوان دیکھکر آگ کے
وجود مین اور خوشبو سونگھکر عطر کے ہونے مین اور کسیکی آواز سنکر اوسکے یا مطلق انسان
کے ہونے مین تامل نہین رہتا ایسے ہی امور مذکورہ سے ختم نبوت مطلقہ پر استدلال قابل تامل نہین
اور یہین سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ تمام استدلالات انی محل تامل نہین ہوتے ورنہ خدا کی خدائی
جو عالم کو دیکھکر معلوم ہوتی ہی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت جو اعجاز وغیرہ سے ثابت
ہوتی ہی یا کسیکی ذکاوت کسیکی عبادت کسیکی سخاوت کسیکا بخل کسیکی شجاعت کسیکا جبن جو آثار
سے معلوم ہوتے ہین سب محل تامل ہوجائین بجز اسکے کیا کہا جائیگا کہ جیسے یہہ امور تنہا
تنہا خواص مدلولات ہین یا مثل عوارض عامہ مجتمعہ مجتمع ہوکر خاصہ بنجاتے ہین جیسے خوارق اور

اخلاق حمیدہ اور دعوت الی الدین سوا نبی کسی اور مین نہین ہوتی ایسی ہی امور مسطورہ
اوراق گذشتہ جو دربارہ اثبات خاتمیت بطور مذکور ذکر کئی گئی ہین تنہا تنہا یا باہم ملکر
معلوم کے ساتھہ خاص ہین آب یہہ گذارش ہی کہ ہر چند آیہ اللّٰہ الذی خلق سبع سموات کی
تفسیر کسی اور نے نہ لکھی ہو پر جیسے مفسران متاخر نے مفسران متقدم کا خلاف کیا ہی
مین نے بھی ایک نئی بات کہدی تو کیا ہوا معنی مطابقی آیہ اگر اس احتمال پر منطبق نہون تو البتہ
گنجایش تکفیر ہے اور یون کہہ سکتے ہین کہ موافق حدیث من فسر القرآن برأیہ فقد کفر یہہ
شخص کافر ہو گیا پر اسصورت مین یہی گنہگار تہا کافر نہ ہوگا یہہ تکفیر بڑی بڑون تک پہونچیگی
ہان اگر انصاف ہو تو اس حدیث کے معنی مین عرض کرتا ہون سُنئے مفہوم کلی ہزار ہا افراد
پر منطبق آتا ہی ہر فرد اوسکے لئے احتمال صحیح ہوا کرتا ہی سو اگر آیات قرانی مین کوئی امر کلی
مذکور ہو تو دربارہ احتمالات فردی خواہ اونمین باہم نسبت توارد علی سبیل البدلیتہ ہو یا
نہو وہ آیہ مجمل ہوگی سو اُن احتمالات مین سے کسی ایک احتمال کو بیدلیل متعلق کردینا یا بے قرینہ
راجح سمجھنا در پردہ دعوی نبوت ہی جسکی وجہ سی ہر شخص آج کافر گنا جاتا ہی ہان اگر کوئی
دلیل عقلی یا نقلی ہو یا کوئی قرینہ عقلی یا نقلی ہوا ور پہر بقدر قوت دلیل و قرینہ کوئی شخص
کسی احتمال کو راجح کہی تو ہرگز کفر نہین ورنہ ہمیشہ تک دقائق و نکات کا نکلتے چلے آنا
جیسے بعض الفاظ احادیث مرفوعہ مثل لا یشبع منہ العلماء ولا یخلق عن کثرۃ الرد ولا
ینقضی عجائبہ اوسپر دلالت کرتے ہین کیونکر صحیح ہو سکتا ہی ہان جب کوئی دلیل ہی نہ
کوئی قرینہ تو پہر ترجیح احد الاحتمالات محض اپنی عقل نارسا کا ڈہکوسلا ہی اور اسکو تفسیر
بالرای یعنی تفسیر بالہوی اور تفسیر من عند نفسہ کہہ سکتے ہین ورنہ تفسیر بالرای کیون کہتے
ہو تفسیر بالدلیل یا بالقرینہ کہو اگر توضیح بالمثال منظور ہی تو سُنئے کہ عقل کو ایک خوردبین

اور دوربین معلومات دقیقہ اور مضامین دور دراز سمجھو جیسی اجسام صغیرہ و بعیدہ بوسیلہ
خوردبین و دوربین خوب واضح اور پاس معلوم ہوتے ہین ایسی ہی بوسیلہ عقول صافیہ و سلیمہ
مضامین دقیقہ اور معلومات بعیدہ واضح اور اقرب الی الذہن معلوم ہوتی ہین مگر جیسی خوردبین
و دوربین حقیقت مین صین معلوم نہین ہوتا ورنہ فرق مقدار اور تفاوت بعد کی کوئی صورت
نہتی بلکہ معلوم کی ایک مثال اور شبح ہوتی ہی ایسی ہی وقت ادراک معلومات دقیقہ و بعیدہ
کسنا و بعیدہ جو کچھہ ذہن مین آتی ہی ایک مثال اور شبح مضامین مذکورہ سمجھو مگر جیسی شبح آئینہ
مین علاوہ اعضاء و اجزاء ذی شبح رنگ آئینہ بہی جو کچھہ ہو سبز فرض کیجیو یا سرخ لاحق
ہو جاتا ہی اور اُس رنگ کو اثر ذی شبح نہین کہہ سکتی اثر آئینہ کہتی ہین ایسی ہی کبہی بعضی
مضامین زائد از اصل معلوم شبح معلوم کو ذہن مین آکر لاحق ہو جاتے ہین اور اُس
لحوق کے باعث اُنکو اصل معلوم کیطرف نسبت نہین کر سکتی بلکہ ذہن عالم کیطرف کئی
جائینگے جب یہہ مثال اور یہہ تمہید ذہن نشین ہو گئی تو اب سُنیے کہ تفسیر امر مجمل کو واضح
کر دیتی ہین کچھہ بڑہاتی گہٹاتی نہین انسان کو اگر حیوان ناطق کہا تو ایک امر مجمل کو واضح
کر دیا ہی زائد از اصل کچھہ بڑہا نہین دیا سو بعینہ وہی قصہ ہی جو ادراک خوردبین مین
ہوتا ہی اور اسوجہ سی اگر تصویر آئینہ کو تفسیر ذی تصویر کہین تو بجا ہی اور سفید جسم کو اگر
سبز آئینہ کی خوردبین سی دیکہین تو اُس رنگ سبز کو جو تصویر آئینہ مین لاحق ہو جاتا ہی
اور رنگ اصلی معلوم ہوتا ہی تفسیر بالمرآۃ کہین تو زیبا ہی ایسی ہی وہ مضامین جیسے
مرتبہ اجمال مین کچھہ تعرض نہوا اور کسیکی رای یعنی عقل کی جانب سی لاحق ہو جائین تو
پہر اُنکو تفسیر بالرای کہین تو کیا بیجا ہی بہر حال تفسیر مثل ایضاح خوردبین توضیح ہوتی
ہی انشاء اور ایجاد نہین ہوتا چہوٹی چیز بڑی ہو جاتی ہی اشیاء معدومہ موجود نہین ہو جاتے

سو چھوٹی چیز کا بڑا معلوم ہونا جیسے از قسم توضیح مقدار ہی ایسی ہی کسی رنگ کا سفید نظر آنا توضیح لون سفید کا سیاہ یا سرخ و سبز معلوم ہونا توضیح رنگ سفید نہین بلکہ تغیر رنگ ہی جسمین ایک رنگ کا اعدام اور دوسرے رنگ کا ایجاد ہی اس تقریر پر یہ شبہہ کہ مقدار زائد بھی اصل حقیقت سے زائد ہی مرتفع ہو گیا دوسرے جس چیز کا ادراک بوسیلہ مرایا و مناظر مطلوب ہوا کرتا ہی اُس قسم کی جو بات بوسیلہ مرایا معلوم ہوگی منجملہ تفسیر سمجھی جاویگی سو وہ بات اگر اصل مجمل ہے تب تو تفسیر بالاصل ہوگی نہین تو تفسیر بالمرآۃ کہینگے اور جو چیز بوسیلہ مرایا و مناظر مطلوب ہی نہین ہوتی وہ بات اگر معلوم بھی ہوئی تو اُسکو تفسیر کیون کہیے تفسیر تو اُسکو کہنا چاہیے جیسے کوئی اجمال مبدل بتفصیل اور کوئی اشکال مبدل بانحلال ہوا ور ظاہر ہی کہ مقادیر اور مواضع بوسیلہ مرایا و مناظر مطلوب نہین ہوا کرتی ورنہ لازم آئی کہ اصل مقدار اشیاء مبصرہ بالمرایا اور مواضع اشیاء مذکورہ وہ ہوا کرین جو بوسیلہ خوردبین یا دوربین معلوم ہون بالجملہ تفسیر بالرای وہ ہی جو امر مجمل و مفسر مین اصلا نہو بلکہ اُس امر مین کلام مجمل ساکت ہوا ور مرتبہ تفسیر و تفصیل مین وہ امر داخل کیا جاوی اور ظاہر ہی کہ ایسے امور کا داخل کرنا تصرفات خیالی ہین جو ہماری ہی عقول ناقصہ کا کام ہوتا ہی باقی جو باتین بوسیلہ کسی دلیل عقلی یا نقلی کے شامل کیجاتی ہین اُسکو اہل ظاہر گو تفسیر کہین پر حقیقت مین تفسیر نہین ہوتی بلکہ دو کلامون جداگانہ کے مضمونونکو اکٹھا کر دیا کرتے ہین ہان اگر تفسیر کے ایسے معنی عام لیجیے جسمین یہ بھی شامل ہو جاوی تو پھر اختیار ہی لا مشاحۃ فی الاصطلاح بہر حال ایسی صورتین تفسیر بالدلیل یا تفسیر بالقرینہ کہینگے تفسیر بالرای نہین کہینگے الغرض ناظران اوراق کیخدمت مین یہ عرض ہی کہ بوجہ فوارہ کفر نہ بنین کہ جو سامنے آیا ایک کفر کا چھینٹا جڑا

مولویون کا کام یہہ نہین کہ مسلمانونکو کافر بنائین انکا کام یہہ ہی کہ کافرون کو
مسلمان کرین اعتبار نہو تو پہلے علما کے افسانے یاد کرو سو اس زمانہ کے علما ہی
ہوسکی تو اس گنہگار کو جسکا اسلام برای نام ہی دستگیری فرماکر ورطہ ہلاکت سی نجات
دین اور ساحل سعادت تک پہونچائین وما علینا الا البلاغ واخر دعوانا ان الحمد لله
رب العلمین وصلی الله علی خیر خلقه محمد وآله وصحبه اجمعین

کتبه العبد المذنب محمد قاسم الصدیقی النانوتوی

## جواب دیگر از علماء لکھنو

هو المصوب

مخفی نرہی کہ حدیث مذکور محققین محدثین کے نزدیک معتمد ہی حاکم نے اوسکے حق مین صحیح الاسناد کہا اور ذہبی نے حسن الاسناد کا حکم دیا اور اس حدیث کے ثبوت مین کوئی علت قادحہ معتمدہ نہین ہی اور زمین کے طبقات جداگانہ ہونا بہت احادیث سی ثابت ہی اور اس سی معلوم ہوتا ہی کہ جسطرح سلسلہ نبوت اس طبقہ مین واسطی ہدایت سکان کے تیار ہوا اسیطرح سی ہر ہر طبقہ مین سلسلہ نبوت کا واسطی ہدایت وہان کے سکان کے تیار ہوا اور چونکہ بدلائل عقلیہ ونقلیہ لاتناہی سلسلہ کی باطل ہی لاجرم ہی کہ ہر طبقہ مین ایک مبدء سلسلہ ہوگا کہ وہ ہمارے آدم کے ساتھ مشابہ کیا گیا اور ایک آخر سلسلہ ہوگا کہ وہ ہمارے خاتم کے ساتھ تشبیہ دیا گیا پس بنا علیہ اواخر انبیاء طبقات تحتانیہ پر اطلاق خواتم کا درست ہی اب یہان تین احتمال ہین ایک یہہ کہ خواتم طبقات تحتانیہ بعد عصر آنحضرت صلی الله علیه وسلم کے ہوئی ہون دوسری یہہ کہ متقدم ہوئی ہون تیسری یہہ کہ ہمعصر ہون احتمال اول بحدیث لا نبی بعدی وغیرہ باطل ہی اور بر تقدیر احتمال ثانی آنحضرت صلی الله علیه وسلم خاتم انبیاء طبقات ہونگے اور بر تقدیر ثالث دو احتمال ہین ایک یہہ کہ نبوت آنحضرت صلعم کی

مخصوص ساتھ اسی طبقہ کے ہو اور آپکی خاتمیت بہ نسبت انبیاء اسی طبقہ کے ہو اور ہر طبقہ تحتانیہ میں
وہاں کے خاتم کی رسالت ہو اور ہر ایک انہیں کے صاحب شرع جدید و خاتم انبیاء اپنے طبقات کا ہو
دوسرے یہہ کہ خواتم طبقات تحتانیہ متبع شریعت محمدیہ ہوں اور کوئی انمین کا صاحب شرع جدید نہو اور
دعوت ہمارے حضرت کی عام اور ختم آپکا بہ نسبت جملہ انبیاء جملہ طبقات کے حقیقی ہو اور ختم ہر ایک خاتم
باقیہ کا نسبت اپنے اپنے سلسلہ کے اضافی ہو احتمال اول بسبب عموم نصوص بعثت نبویہ کے کہ جس سے
صاف آنحضرت صلعم کا مبعوث ہونا تمام عالم پر معلوم ہوتا ہے باطل ہے اور علماء اہل سنت بھی اس امر کی
تصریح کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے عصر میں کوئی نبی صاحب شرع جدید نہیں ہو سکتا اور نبوت آپکی عام ہے اور
جو نبی آپکے ہمعصر ہوگا وہ متبع شریعت محمدیہ ہوگا چنانچہ تقی الدین سبکی سے جلال الدین سیوطی اپنے رسالہ الاعلام
بحکم عیسی علیہ السلام میں نقل کرتے ہیں قال السبکی فی تفسیر لہ ما من نبی الا اخذ اللہ علیہ المیثاق انہ ان
بعث محمد فی زمانہ لیؤمنن بہ ولینصرنہ ویوصی امتہ بذلک وفیہ من النبوۃ وتعظیم قدرہ ما لا یخفی وفیہ مع
ذلک انہ علی تقدیر مجیئہ فی زمانہم یکون مرسلا الیہم ویکون نبوتہ ورسالتہ عامۃ لجمیع الخلق من
زمن آدم الی یوم القیامۃ ویکون الانبیاء وامہم کلہم من امتہ فالنبی صلعم نبی الانبیاء ولو اتفق بعثتہ
فی زمن آدم ونوح وابراہیم وموسی وعیسی وجب علیہم وعلی امہم الایمان بہ ونصرتہ ولہذا یاتی عیسی
آخر الزمان علی شریعتہ ولو بعث النبی علیہ الصلوۃ والسلام فی زمانہ وفی زمان موسی وابراہیم ونوح وآدم
کانوا مستمرین علی نبوتہم ورسالتہم الی اممہم والنبی علیہ السلام نبی علیہم ورسول الی جمیعہم انتہی اور بحر العلوم
مولانا عبد العلی اپنے رسالہ فتح الرحمن میں لکھتے ہیں مقتضی ختم رسالت دو چیز است یکی آنکہ بعد وی رسولی
نباشد و دیگر آنکہ شرع وی عام باشد ہر کسیکہ موجود باشد وقت نزول شرع وی اتباع شرع وی بروی واجب فرض
است و سرش اینکہ ہمہ رسل در ماخذ شرع مستمد از خاتم الرسالت اند و چونکہ شرع وی عام باشد پس دیگری
صاحب شرع نباشد انتہی خلاصہ کلام یہہ ہے کہ چند اثر ابن عباسؓ صحیح و معتبر ہے اور اس سے طبقات تحتانیہ میں

وجود انبیاء ثابت ہی اور بسبب بطلان لاتناہی سلسلہ کے ہر ایک طبقہ مین ایک آخر انبیاء بنسبت اُس طبقہ کے ہونا
ضروری ہی لیکن مطابق عقائد اہل سنت یہہ امر ہی کہ دعوت ہماری حضرت کی عام ہی تمام مخلوقات کو شامل ہی پس اس امر
کا اعتقاد کرنا چاہیئے کہ خواتم طبقات باقیہ بعد عصر نبویہ نہین ہوئی یا قبل ہوئی یا ہمعصر اور بر تقدیر اتحاد عصر
متبع شریعت محمدیہ ہونگے اور ختم انکا بنسبت اپنی طبقہ کے اضافی ہوگا اور ختم ہماری حضرت کا عام ہوگا اور
تفصیل ان سب امور کی مین نے کما حقہ اپنے دو رسالون مین ایک مسمی بہ الآیات البینات علی وجود الانبیاء فی الطبقات
دوسری مسمی بہ دافع الوسواس فی اثر ابن عباس کی ہی ہر گاہ یہہ امر ممہد ہوچکا پس سمجھنا چاہیئے کہ زید کو
جسنے عبارت جو سوال مین مرقوم ہی لکھی ہر گاہ مماثلت سے انکار ہی اور صحت حدیث و ثبوت تعدد خواتم
طبقات تحتانیہ کا قائل ہی مخالف اہل سنت کے نہین ہی نہ کافر ہی نہ فاسق بلکہ متبع سنت مگر ہان اگر نبوت محمدیہ
کو ساتھہ اسی طبقہ کے خاص کرتا ہو اور ہر ایک خاتم کو صاحب شرع جدید کے سمجھتا ہو تو البتہ قابل مواخذہ
ہی کیونکہ یہہ امر خلاف نصوص خلاف کلمات علماء معلوم ہوتا ہی اور اگر مجرد تعدد خواتم کا قائل ہو اور ختم ہمارے
رسول کو حقیقی بنسبت جملہ انبیاء جملہ طبقات کے سمجھتا ہو اور ختم ہر ایک خواتم باقیہ کو اضافی کہتا ہو تو اوسپر
کچھہ مواخذہ نہین ہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

واقعی زید بوجہ اس تحریر کے کافر یا فاسق نہوگا
واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب

مُہر: محمد عبد الحی ابو الحسنات

حفظہ عن موجبات الغی

کتبہ ابو الاحیاء محمد نعیم غفر لہ العلی الرب الحکیم ۱۲۹۵

مُہر: محمد مہدی ابو الحبیش

اصاب المجیب کتبہ ابو الحبیش محمد مہدی سلمہ عفا عنہ الہادی

اور بعد ہم تکفیر و تفسیق و خروج سے علماء دیوبند اور سہارنپور اور گنگوہ اور الہ آباد اور آگرہ اور سورت
نے اتفاق کیا والحمد للہ علی ذلک اور سب جوابونکو حرف بحرف لکھنے کی ضرورت نہین کہ مطالب سب کے
ان دونو جوابون مین آگئے